ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

اپریل 2021ء

رمضان کریم

اخلاقِ حسنہ

دل کی صفائی جنت کی ضمانت ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ولایتِ علی درحقیقت ولایتِ محمدی ﷺ ہی ہے

عورت شعورِ انسانیت کی تعمیرِ نو کی معمار

کتاب بینی کے انسانی زندگی پر اثرات

Allama Iqbal as an Economist, thoughts and views

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام خواتین کے عالمی دن کے موقع پر خصوصی تقریب
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

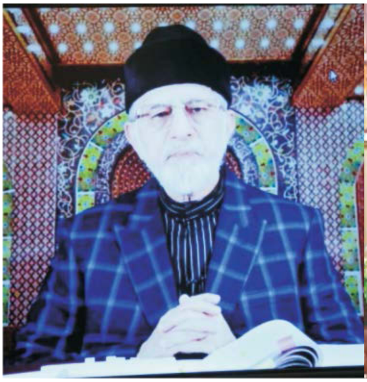

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 28 شمارہ: 4 / شعبان/ رمضان ۱۴۴۲ھ / اپریل 2021ء

زیرِ سرپرستی

بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر

قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر

اُم حبیبہ اسماعیل

ڈپٹی ایڈیٹر

نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق

ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ

مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ

مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی

ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش

جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم

گرافکس: عبدالسلام —— فوٹو گرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(رمضان المبارک، کتاب سے محبت اور مطالعہ کے فوائد) 4

فکرِ شیخ الاسلام

اخلاقِ حسنہ: دل کی صفائی جنت کی ضمانت ہے — مرتبہ: نازیہ عبدالستار 5

عورت شعورِ انسانیت کی تعمیرِ نو کی معمار — خصوصی رپورٹ 10

کتاب اور انسان کا باہمی تعلق — ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی 19

ولایتِ علی در حقیقت ولایتِ محمدی ﷺ ہی ہے — ڈاکٹر فرخ سہیل 22

کتاب بینی کے انسانی زندگی پر اثرات — سمیہ اسلام 25

اللہ کا پیغام انسانوں تک کتاب کے ذریعے پہنچا — نورالہدیٰ 30

Healthy Ramdan (Kanita Salahuddin) 36

Iqbal as an Economist thoughts and views (Hadia Saqib Hashmi) 40

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرقِ وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ط قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ. وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ.

(الضحٰی، ۹۳: ۱تا ۸)

''اور جس دن وہ انہیں جمع کرے گا (وہ محسوس کریں گے) گویا وہ دن کی ایک گھڑی کے سوا دنیا میں ٹھہرے ہی نہ تھے، وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ بے شک وہ لوگ خسارے میں رہے جنہوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا تھا اور وہ ہدایت یافتہ نہ ہوئے۔ اور خواہ ہم آپ کو اس (عذاب) کا کچھ حصہ (دنیا میں ہی) دکھا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں (اور ہم آپ کی حیاتِ مبارکہ میں ایسا کریں گے) یا (اس سے پہلے) ہم آپ کو وفات بخش دیں، تو انہیں (بہرصورت) ہماری ہی طرف لوٹنا ہے، پھر اللہ (خود) اس پر گواہ ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں''

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، يَقُوْلُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِي فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا، رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ، أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. رَوَاهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی طلبِ علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ اور بیشک فرشتے طالبِ علم کی رضا کے حصول کے لئے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔ اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے۔ اور بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کرام کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث علم ہے پس جس نے اسے پایا اسے (وراثتِ انبیاء سے) بہت بڑا حصہ مل گیا۔''

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۴۳۰)

خواب

خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں
ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں
(کلیات اقبال، بالِ جبریل، ص:۶۱۴)

تعبیر

اگر ہم دنیا کو زیادہ محفوظ، زیادہ پاکیزہ اور پرمسرت جگہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کا کام افراد سے شروع کرنا پڑے گا۔
(بوائے سکاوٹس سے خطاب، 22 مارچ 1947ء)

تعلیماتِ مصطفویﷺ کا ایک بنیادی نکتہ جسے اجاگر کرنے کی ضرورت آج پہلے سے کہیں زیادہ ہے جب وہ انسان کے خون کی حرمت اور اس کی عزت و آبرو کا تحفظ ہے۔ حضرت ابن ماجہؒ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورﷺ طواف کرتے ہوئے ذرا دیر کے لیے رک گئے اور خانہ کعبہ کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدﷺ کی جان ہے، ایک مردمومن کی عزت و حرمت اللہ کی نظر میں تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے'' سوچنا چاہیے کہ آج ہم تعلیمات محمدیؐ کی جان ہے، ایک مردمومن کی عزت و حرمت اللہ کی نظر میں تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ سوچنا چاہیے کہ آج ہم تعلیمات محمدیؐ کی روح سے یکسر بیگانہ ہوچکے ہیں۔ ہماری زندگیوں میں کتنا تضاد پایا جاتا ہے کہ ایک طرف ہم کعبہ کی طرف منہ کرکے تعظیم وتکریم کے خیال سے تھوکتے بھی نہیں لیکن دوسری طرف ہم مسلمانوں کی عزت و آبرو اور جان و مال سے کھیلنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔
(انتخاب از ارکان اسلام، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

تکمیل

اداریہ

رمضان المبارک، کتاب سے محبت اور مطالعہ کے فوائد

ہر سال **23** اپریل کو کتاب اور کتب بینی کا عالمی دن منایا جاتا ہے، اس دن مطالعہ کی اہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے اور دنیا بھر کے عوام کی توجہ مبذول کروائی جاتی ہے کہ کتاب شعور کی آبیاری ،نسلوں تک علم کی ترسیل کا ذریعہ اور علم کی محافظ ہے۔کتاب سے دوستی اور مطالعہ سے شغف کی اہمیت کو ہر دانشور اور کامیاب شخصیات نے بڑے دلنشیں انداز میں بیان کیا ہے۔اللہ تعالیٰ بھی کتاب کے ذریعے پوری انسانیت سے مخاطب ہوا۔ دین اسلام کی تعلیمات اور احکامات کتاب اللہ کے ذریعے ہم تک پہنچے اور آنے والی نسلوں تک کتاب کے ذریعے الوہی احکامات، تعلیمات پہنچیں گی۔ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو منبع علوم اوراپنی تعلیمات، احکامات اور انسانی، سماجی، معاشی، سائنسی، اخلاقی، روحانی،طبی، تاریخی،مضامین کے اعتبار سے ہر نوع کے تشکیک و ابہام سے پاک ہے اور اس کی صداقت اور ثقاہت کے بارے میں خود مالک ارض و سماء نے ’’ذلک الکتاب لاریب‘‘ کہہ کر گارنٹی دی ہے۔تحریک منہاج القرآن کرہ ارض کی واحد تحریک ہے جس کا اوڑھنا، بچھونا علم اور کتاب سے محبت ہے۔ الحمداللہ قائد تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دامت برکاتہم العالیہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے ایک ہزار سے زائد کتب کا علمی ذخیرہ امت کو عطا کیا ،شیخ الاسلام کی **6** سو سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔دینی،سیاسی، سماجی، معاشی اعتبار سے شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جو وہ ضبط تحریر میں نہ لائے ہوں اور انہوں نے امت مسلمہ کو رہنمائی مہیا نہ کی ہو۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے کارکنان اور وابستگان کو ہمیشہ کتاب سے محبت کرنے کی نصیحت کی ہے۔حضور شیخ الاسلام سے محبت کرنے والا سچا کارکن مطالعہ سے لاتعلق نہیں ہوسکتا۔ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت رمضان المبارک کی مبارک گھڑیوں کا بہترین استعمال اور عبادت ہے ۔اسلام وہ واحد ضابطہ حیات ہے جس نے اپنے پیروکاروں کو علم سے محبت کرنے کی تعلیم اور حکم دیا ہے۔

کتاب سے محبت اور مطالعہ کی تعلیم دنیا کے ہر الہامی اور غیر الہامی مذہب میں موجود ہے۔مطالعہ کے ہمہ جہتی فوائد مسلمہ ہیں۔ اس ضمن میں دانشوروں اور محققین کا کہنا ہے کہ کتب بینی کی عادت ذہنی صحت کے لئے نسخہ اکسیر کا درجہ رکھتی ہے،طبی ماہرین نے مطالعہ کتب کا ایک فائدہ بتاتے ہوئے کہا ہے کہ اگر روزانہ **20** منٹ کسی اچھی کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو الزائمر جیسی بیماریوں کا خطرہ **2.5** فیصد تک کم ہو جاتا ہے اور اچھی نیند آتی ہے۔اچھی نیند لاتعداد بیماریوں کا شافی علاج ہے۔کتابوں کا مطالعہ اسی طرح ضروری ہے جیسے جسمانی فٹنس کو برقرار رکھنے کے لئے ورزش ضروری ہے۔معروف انگریز شاعر شیلے کہتا ہے مطالعہ ذہن کو جلا دینے اور اس کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے۔ابراہیم لنکن کا کہنا ہے کتابوں کا مطالعہ ذہن کو روشنی عطاء کرتا ہے۔ والٹیئر کا قول ہے کہ وحشی اقوام کے علاوہ تمام دنیا پر کتابیں حکمرانی کرتی ہیں۔ کتب بینی سے معلومات اور ذخیرہ الفاظ میں وسعت آتی ہے۔ دانشور اور محققین مطالعہ کے فوائد کے حوالے سے اپنے علم وفضل کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کتب بینی سے انسان کے اندر تحقیقی اور تجزیاتی سوچ پروان چڑھتی ہے ،انسان دینی، قومی، سماجی امور پر ایک واضح زاویہ فکر تشکیل دینے اور اختیار کرنے کے قابل ہوتا ہے۔کثیر المطالعہ شخص کو کسی جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے متاثر یا گمراہ نہیں کیا جا سکتا۔ مطالعہ سے فصاحت و بلاغت کی صفت پیدا ہوتی ہے ،انسان فن تحریر وتقریر اور زبان و بیان میں ملکہ حاصل کرتا ہے ۔ مطالعہ کتب سے سوچ، بچار ،ذہانت اورقوت ارتکاز کی صلاحیت بڑھتی ہے۔اس سے یادداشت بہتر ہوتی ہے، انسان جذبات پر کنٹرول کرنا سیکھتا ہے۔ بردباری کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔مطالعہ کتب کے ذریعے انسان کامیاب شخصیات سے ہم کلام ہوتا ہے اور نفسیاتی اعتبار سے وہ اپنے آپ کو عظیم لوگوں سے ہم کلامی کرتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔ اس سے اعتماد اور قوت فیصلہ بڑھتی ہے۔وسیع المطالعہ شخص تنگ نظری اور تعصب کے بھنور سے نکل کر وسعت قلب کی وسیع وعریض وادیوں سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ انسان میں اعتدال اور رواداری کی صفات بڑھتی ہیں۔مطالعہ سے انسان اپنی صلاحیتوں کو پہچاننے کے قابل ہو جاتا ہے۔جو شخص اپنی خداداد صلاحیتوں کے بارے میں جان لیتا ہے تو پھر اُسے اپنی منزل اور راستے اندھیرے میں بھی صاف دکھائی دیتے ہیں ۔(چیف ایڈیٹر: دختران اسلام)

فکرِ شیخ الاسلام

اخلاقِ حسنہ: دل کی صفائی جنت کی ضمانت ہے

فکر و نظر کی کشادگی اور نرمی دینی تعلیمات کی روح ہے

اللہ سے محبت اور مخلوق سے کدورت ایک دل میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍo (القلم، ۶۸:۴)

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہیں)

اخلاق حسنہ یعنی طبیعت کی کشادگی، دوسروں کے لیے نرمی اور شفقت یہ دین کی اصل روح ہے۔ اگر ہم اپنی طبیعتوں، مزاجوں، اخلاق، اپنے برتاؤ میں یہ خوبیاں پیدا نہیں کرسکتے۔ تو یاد رکھ لیں کہ اللہ رب العزت ہماری عبادتوں کا، ہماری نمازوں کا، ہمارے روزوں کا، ہمارے سجود اور رکوع کا محتاج نہیں ہے۔ اگر ساری روح زمین پہ بسنے والے لوگ عبادت کرنا، طاعت کرنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا چھوڑ دیں۔تو اللہ رب العزت کی شان کبریائی میں نہ کوئی کمی واقع ہوگی۔ وہ بے نیاز ہے اُس نے ہمیں یہ احکام اِس لیے دیئے ہیں تاکہ ہمارے اخلاق سنور جائیں، دوسروں کے لیے ہمارے دل کھل جائیں، اللہ کی مخلوق کے لیے ہمارے دلوں میں شفقت، محبت آجائے، دلوں میں سخاوت آجائے، ہمارے نفس سے کدورت دور ہوجائے ۔ اگر یہ خوبیاں پیدا نہیں ہوتیں تو طاعت اورعبادات بے کار ہیں۔

انس بن مالک ﷺ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز

کنا جلوسا مع رسول اللہ ﷺ فقال یطلع علیکم الآن رجل من أھل الجنۃ.

(احمد بن حنبل، المسند، ۱۶۶:۳، الرقم: ۱۲۷۲۰)

مجلس میں آقا ﷺ تشریف فرما ہیں۔ ہم آقا ﷺ کے اردگرد بیٹھے تھے۔ اچانک حضور ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہاری مجلس میں ایک ایسا شخص آنے والا ہے جو جنتی ہے۔ تیار ہو جاؤ ایک جنتی کو دیکھنے کے لیے۔ اس کے بعد ہر کسی کی نگاہ دروازے کی طرف لگ گئی۔ ایک شخص داخل ہوا جو دیہاتی سا آدمی لگتا تھا اُس نے اپنے جوتے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مجلس مصطفیٰ میں اندر آگیا۔ ہم سب اُس کی طرف تکنے لگے۔ آقا ﷺ نے فرمایا: دیکھ لو اِس جنتی کو، مجلس ختم ہو گی وہ شخص چلا گیا۔ اگلے دن پھر مجلس برپا ہوئی۔ آقا ﷺ نے پھر فرمایا: ابھی ایک شخص تمہاری محفل میں آرہا ہے جو جنتی ہے تیار ہو جاؤ جنتی کو دیکھنے کے لیے۔ اب دیکھنے لگے کہ آج کون آتا ہے؟ دروازہ کھلا وہی شخص پھر اندر آگیا۔ سب تکتے رہے گے مجلس برخاست ہوئی تیسرے دن ہم پھر آقا ﷺ کے حضور بیٹھے آقا ﷺ نے وہی کلمات پھر دہرائے ، ابھی اِسی لمحے ایک جنتی داخل ہونے والا ہے عین اُس لمحے دروازہ کھلتا تو تیسرے دن بھی وہی شخص داخل ہو جاتا۔ تینوں دن ایک ہی شخص آیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو ﷺ فرماتے ہیں اِس حدیث کے واقعہ سے میرے دل میں بڑا شوق ہوا کہ اِس شخص کا عمل کیا ہے؟ کہ آج تین دن سے آقا ﷺ فرما رہے ہیں کہ ابھی جنتی آرہا ہے اور بدل کے کوئی دوسرا شخص نہیں آیا ہر روز یہی آتا کوئی بڑا عمل ہو گا اِس کی کوئی بڑی عبادات ہونگی، بڑی

ریاضیت ہوگی، شب زندہ دار ہوگا، طاعت گزار ہوگا، کیا عالم ہوگا؟ کہتے ہیں میں اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا جب مجلس ختم ہوئی اور راستے میں اس آدمی سے کہا کہ میری آرزو ہے کہ اگر اجازت دیں تو تین دن، تین راتیں آپ کے ساتھ آپ کے گھر میں گزاروں۔ اُس نے کہا مجھے کوئی اعتراض نہیں آجاؤ، اُس نے گھر ٹھہرا لیا، تین دن عبداللہ بن عمرو ﷺ اُس کے گھر میں ٹھہرے۔

آپ فرماتے ہیں کہ نماز عشاء پڑھ کے وہ سوتا جب وہ کروٹ لیتا آنکھ کھلتی تو کروٹ لیتے ہوئے دائیں یا بائیں تو بس اللہ اکبر کہہ دیتا۔ سو کے پھر نماز فجر کے لیے اُٹھتا اور باقی معمولات شروع کردیتا۔ پہلی رات بھی دیکھا اُس کا معمول یہی نماز عشاء پڑھی۔ فجر کے لیے اٹھا، اُس کی کوئی اضافی عبادت نہیں دیکھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ فرماتے ہیں جب تین راتوں کا منظر دیکھا تو مجھے اپنی کوششیں بھی یاد آئیں جو ہم ریاضیت کرتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، عمل کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، استغفار کرتے ہیں، تسبیحات کرتے ہیں اور اُس کا عمل عبادات اور طاعت اپنے اعمال کے مقابلے میں ہلکے دکھائی دینے لگے۔ میں نے اُس سے پوچھا۔ اے شخص! میں نے تیرے پاس تین دن تین راتوں کا قیام اِس لیے کیا تھا کہ مجھے اُس عمل کا پتہ چلے جس نے تجھے جنتی بنا دیا ہے اور زبان مصطفیٰ سے تمہارے جنتی ہونے کا تین دن اعلان ہوتا رہا ہے مگر کچھ نظر نہیں آیا۔

اُس نے کہا اور تو کچھ نہیں یہی کچھ ہے جو تم نے دیکھا ہے۔ کہتے ہیں میں چل پڑا اور اِسی سوچ میں گم تھا میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ اُدھر زبان مصطفیٰ تھی اِدھر میرا اپنا مشاہدہ تھا۔ ورطہ حیرت میں تھا۔ جونہی میں مڑا تو اُس نے پیچھے سے آواز دی اُس نے کہا ایک بات یاد آئی ہے۔ وہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانے۔ فرمایا: یہ میں حلفاً کہتا ہوں زندگی بھر اپنے دل میں رتی برابر نہ کسی کا حسد پایا ہے اور نہ کسی کے لیے اپنے دل میں کوئی میل دیکھا ہے۔

وہ کہتے ہیں مجھے سمجھ آگئی میں نے کہا اللہ کی عزت کی قسم! یہی دل کی صفائی ہے اِس نے تجھے زبان مصطفیٰ سے جنت کی بشارت دے دی ہے۔

اگر دل میں صفائی ہو جائے کسی کے لیے حسد اور بغض نہ رہے، دل کسی کا برا نہ چاہے، یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ اِس کی قبولیت کی ضمانت اللہ کے رسول نے دے دی ہے۔

نیت کیا ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ.

(بخاری، الصحیح، ۱:۳، الرقم:۱)

اعمال کا دارومدار دل کی نیت پر ہے۔

نیت دل کی کیفیت کا عنوان ہے، جبکہ اعمال دنیا دیکھتی ہے۔ دل کی کیفیت اور نیت صرف اللہ دیکھتا ہے۔ اگر دلوں کی کیفیت ایسی ہو جائے کہ اُس میں اللہ کے سوا کوئی طلب اور حرص نہ رہے تو اللہ رب کائنات کو نفس اور دل کی سخاوت صفائی اتنی پسند ہے کہ اگر بندہ گناہگار بھی ہو تو رب اُسے اپنے قریب کر لیتا ہے۔

دو چیزیں اکٹھی نہیں رہ سکتیں، ایک ہی وقت میں دن کا اجالا بھی ہو اور رات کا اندھیرا ہو، یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ جس طرح دن کا اُجالا اور رات کا اندھیرا اکٹھا نہیں ہوتا۔ اِس طرح اللہ کی ذات کے ساتھ صدق اخلاص، وفاداری اور اللہ کی محبت، اُس دل میں نہیں آتی جس دل کے اندر اللہ کی مخلوق کے ساتھ نفرتیں، کدورتیں، حرص کی پلیدی ہو، کیونکہ اللہ عیب تلاش کرنے والے کے دل میں خیر نہیں اتارتا۔

وہ کہتا ہے میرے بندے! ایک جگہ تعلق رکھ یا مجھ سے رکھ یا شر طلبی سے رکھ، یا لوگوں کے عیب تلاش کرنے سے واسطہ رکھ یا مجھ سے خیر طلب کرنے سے واسطہ رکھ۔ تو اللہ پاک اپنا کرم نہیں کرتا اُس دل پر جس دل میں غلامت ہوتی ہے۔ چونکہ اگر اللہ کسی کے دل میں اپنا نور دے دے تو زمین و آسمان کی وسعتیں بھی اُس دل کے مقابلے میں تنگ ہو جاتی ہیں۔ یہ نفس کی سخاوت ہے، یہ دلوں کی وسعت ہے، یہ نفس کی پاکیزگی ہے، یہ دلوں کی پاکیزگی اور طہارت ہے اور یہ مزاج کی وسعت اور سخاوت ہے، جس میں کسی شخص کے عیب کو

دیکھنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

ایمان کی علامت:

آقا ﷺ نے فرمایا:

لا یستقیم ایمان عبد حتی یستقیم قلبه ولا یستقیم قلبه حتی لا یستقیم لسانه.

(شرح سنن ابن ماجہ، ۱: ۲۸۶، الرقم: ۳۹۷۲)

کسی شخص کا ایمان پختہ نہیں ہوتا، جب تک اُس کا دل استقامت پہ نہ آجائے اور دل استقامت پہ نہیں ہوتا جب تک اُس کی زبان استقامت پر نہ آجائے۔

زبان کی صفائی دل کی صفائی کی آئینہ دار ہے، جن لوگوں کے دل صاف ہو جاتے ہیں۔ تو سالہا سال اُن کی مجلس میں بیٹھیں کسی کی غیبت نہیں سنے گے، کسی کا عیب نہیں سنے گے، کسی کی برائی نہیں سنے گے، کسی پر تہمت نہیں لگائیں گے، کسی کا نقص نہیں بیان کریں گے، جس زبان پر کسی کا نقص نہیں آتا، سمجھ لیں وہ دل نقص سے پاک ہے، جس کی زبان پر کسی دوسرے شخص کا عیب نہیں آتا، سمجھو اُس کا اپنا دل عیب سے پاک ہے، جس گھر کو اللہ صاف دیکھتا ہے، اُسی کا مہمان بنتا ہے، جس دل میں اللہ قیام کر جائے، کعبہ اُس دل کا طواف کرتا ہے۔ یہی بات مولانا روم نے کہی۔

جس شخص کا دل صاف اور ستھرا ہو جائے، وہ اللہ کا مسکن ہے اور جس کا دل اللہ کا مسکن بن جائے تم کعبے کے طواف کو جاتے ہو اور کعبہ ایسے لوگوں کے دلوں کا طواف کرتا ہے۔

امام ابو قاسم القشیری روایت کرتے ہیں سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک روز رو رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا۔

فَقِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟

(القشيري في الرسالة/٣٦٦)

اے مولا کائنات آپ کو کیا چیز رولا رہی ہے؟ کیوں رو رہے ہیں؟

فرمایا: اِس لیے

فَقَالَ: لَمْ يَأْتِنِي ضَيْفٌ مُنْذُ سَبْعَةِ أَيَّامٍ.

(القشيري في الرسالة/٣٦٦۔)

آج سات دن ہو گے میرے گھر کوئی مہمان نہیں آیا اِس لیے رو رہا ہوں۔ پھر اُس نے پوچھا میں اِس سے کیا سمجھوں۔ فرمانے لگے۔

وَأَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ أَهَانَنِي.

(القشيري في الرسالة/٣٦٦)

مجھے ڈر لگنے لگ گیا ہے کہ کہیں میں اللہ کی نگاہ میں گر تو نہیں گیا۔ اُس نے کوئی مہمان میرے گھر نہیں بھیجا۔ شاید اللہ کی ذات سمجھتی ہے کہ میرے دل میں اُتنی سخاوت نہیں رہی۔

حر بن کثیر الکندی روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ کے نکلا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مسجد سے اور آپ کے ساتھ ساتھ چلا پڑا اور چلتے چلتے آپ کا گھر آگیا۔ بنی تمیم میں جب میں آپ کے دروازے تک پہنچا تو آپ نے دیکھا کہ یہ بندہ چلتا ہوئے میرے گھر آگیا تو میں مڑنے لگا تو آپ نے مجھے پکڑ لیا امام عالی مقام علیہ السلام نے ۔فرمایا: واپس نہ جاؤ، میں نے کہا حضور میں تو بس ایسے آپ کے ساتھ آیا تو فرمایا نہیں کھانا کھا کے جاؤ۔ اندر لے گے کھانا منگوایا مجھے کھانا کھلایا۔ اُس کے بعد خوشبو منگوائی مجھے دی خوشبو لگالو، میں نے خوشبو لگالی۔ پھر اُس کے بعد ایک تھیلا دیا کہ اِس سے ضرورتیں پوری کرنا۔ میں وہ تھیلا لے کے گھر آیا گھر آکر گنے تو پانچ سو درہم تھے صرف اُن کے ساتھ چند قدم چلے کے اُن کے دروازے تک گیا، طلب بھی نہیں کی، کوئی حاجت نہیں رکھی بغیر مانگے جولی بھر کے روانہ کیا۔ یہ سخاوت مال سے نہیں آتی یہ سخاوت حال سے آتی ہے، جب دل سخی ہو جاتے ہیں۔ تو بھلے ایک لقمہ بھی پاس نہ ہو تو بندے کا کرم تھمتا نہیں ہے۔

یتیم کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے:

امام حسن البصری روایت کرتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا بھوکے بیٹھے رہتے، یتیم بچے کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ آقا ﷺ نے تعلیم یہ دے رکھی تھی۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے:

طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ.

(مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۳۰، الرقم: ۲۰۵۹)

ایک شخص کا کھانا دو کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے، دو کا کھانا چار کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے اور چار کا کھانا آٹھ لوگوں کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

تربیت جب یہ ہو تو پھر کوئی ضرورت مند کے بغیر کھانا ہی کیوں کھائے یعنی اُن کے زاویہ نگاہ بدل دیئے تھے، اُن کی طرز زندگی بدل دی تھی، آج ہم اِس طرز زندگی کو دین، عبادت اور ایمان کا حصہ ہی نہیں سمجھتے حالانکہ ایمان کا مغز یہی ہے۔

ضرورت سے زائد دوسرے کو لوٹا دے:

آقا ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد کھانا پینا ہے وہ لوٹا دے۔

جس کے پاس ضرورت کا کھانا نہیں اور فرمایا: جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہے وہ لوٹا دے اُسے جس کے پاس اپنی ضرورت کی سواری نہیں۔

(ابی داؤد، السنن، ۲: ۱۲۵، الرقم: ۱۶۶۳)

یہ نہیں فرمایا کہ وہ دے دے۔ جس کے پاس ضرورت کا کھانا اور سواری نہیں۔ چونکہ اگر فرماتے دے دے تو دینے کا معنی یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ کا اُس پر احسان بنے گا۔ یہ احساس بھی نہیں ہونے دیا کہ دینے والا یہ خیال بھی لائے کہ اس محتاج پر میرا احسان ہے۔ فرمایا:

فَلْيَعُدْ بِهِ.

لوٹا دے ذہن یہ بنایا کہ جس کے پاس زائد دولت ہے، زائد ضروریات زندگی ہیں اور سامان آسائش ہے وہ لوٹا دے اُسے جس کے پاس ضرورت کی چیزیں نہیں۔ لہٰذا لوٹا دے کا مطلب یہ ہے۔ اُس کا حق اُس کو لوٹا دو مگر دے کر یہ بھی نہ سمجھو کہ میں نے دیا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ اشعری ایک قبیلہ تھا۔ فرمایا:

فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.

وہ مجھے اتنے اچھے لگتے ہیں کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن میں سے ہوں۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! آپ اُن میں سے کیسے؟ اور وہ آپ میں سے کیسے؟ فرمایا:

قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.

(مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۴۴، الرقم: ۲۵۰۰)

اُن کے ایک عمل نے اُنہیں میرے اتنے قریب کر دیا ہے کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے ہیں میں اُن سے ہوں۔ وہ عمل کیا ہے؟ فرمایا: جب اُن کے قبیلے میں کسی شخص کے پاس کھانا، پینا، ضروریات زندگی ختم ہو جاتیں ہیں وہ سارے قبیلے والے اپنا سارا کچھ اٹھا کے ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں، وہ اُنہیں بانٹ دیتے ہیں برابری ساتھ جن کے پاس نہیں ہوتا۔ اُن کا یہ سخاوتِ نفس کا عمل، باہمی تعاون کا عمل اور نفس اور دل کی سخاوت کا عمل اِس نے اُنہیں میرے اتنا قریب کر دیا ہے کہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔

یہ کیفیت سخاوتِ نفس، سلامتی صدر اور دلوں کی صفائی سے نصیب ہوتی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

دلوں کی صفائی درجہ شہادت پر پہنچا دیتی ہے:

سہل بن حنیف روایت کرتے ہیں۔ انسان عمل کرتا ہے مگر دلوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ عمل رد کر دیئے جاتے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ عمل کیا نہیں ہوتا، مگر دلوں کی صفائی کی وجہ سے وہ عمل قبول ہو جاتا ہے بغیر کیے عمل کا درجہ مل جاتا ہے۔ آقا ﷺ غزوہ سے پلٹے تو صحابہ کو رستے میں روکا اور فرمایا: کئی لوگ ایسے ہیں ہماری ساتھی جو مدینہ میں رہ گئے ہمارے ساتھ جہاد کے لیے نہیں جاسکے۔ وہ گھر بستروں پر پڑے ہیں۔ مگر اللہ نے اُنہیں بھی شہید بنا دیا۔ اُن کو شہادت کے درجے مل گئے ۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ! وہ

گھروں سے نکلے ہی نہیں۔ ہمارے ساتھ غزوہ اور جہاد پر آئے ہی نہیں اور آپ فرما رہے ہیں گھروں میں بستروں پر پڑے ہیں اور لیٹے لیٹے شہید کا درجہ پا گئے۔ یہ کیسے ہوا؟ فرمایا: اُن کے دلوں کے حال نے اُنہیں شہداء کے درجے پر پہنچا دیا۔ اُن کے دلوں میں نیت تھی، اخلاص تھا، طلب تھی، دل میں صفائی تھی، چاہتے تھے کہ وہ شہادت پائیں مگر کسی جائز عذر، مجبوری اور بیماری نے اُن کو روکے رکھا مگر رب کائنات نے اُن کے عذر کو نہیں دیکھا اور اُن کے دلوں کے حال کو دیکھا اور گھروں سے نکلے بغیر اُنہیں شہداء کا درجہ عطا کر دیا۔

اور حدیث پاک ہے سہل بن حنیف کی روایت آقا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَأَلَ اللّٰہَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ.

(مسلم، الصحیح، ۳: ۱۵۱۷، الرقم: ۱۹۰۹)

آقا ﷺ وہ سچے دل سے شہادت چاہتے تھے۔ کسی عذر اور مجبوری کی وجہ سے آ نہیں سکے۔ فرمایا:

بَلَّغَهُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ.

اُن کی موت گھر میں بستر پر ہی کیوں نہ آ جائے اللہ پاک اُن کا نام شہداء میں لکھتا ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میری امت میں تھوڑے لوگ وہ ہیں جنہیں شہادت کا رتبہ میدان جنگ میں ملتا ہے گولی یا تلوار سے اُن کی جان جاتی ہے تو وہ شہید بنتے ہیں۔ فرمایا: زیادہ ایسے شہید ہیں جن کی موت بستر پر آتی ہے مگر دلوں کا حال اُنہیں رتبہ شہداء پر پہنچا دیتا ہے اور دل کی کیفیت صاف نہیں تو ڈھیروں عمل رد کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت شقیق بلخیؒ کا واقعہ:

حضرت شقیق بلخی حج پہ جانے لگے، قافلہ تیار ہو گیا۔ بڑے لوگ تیار ہو گئے کہ شقیق بلخی کی معیت میں، حج کریں گے۔ جب روانگی کا دن آیا حضرت شقیق بلخی نے معذرت کر دی کہ میری کچھ مجبوری بن گی میں نہیں جا سکتا۔ لوگ چل پڑے، طعنہ زنی کرنے لگے، جتنے منہ اُتنی باتیں ہونے لگی۔ کسی نے کہا کوئی سودا خرید لیا ہو گا، کسی نے کہا کہ اللہ بلائے تو بندہ جاتا ہے، اللہ نے بلایا ہی نہیں، طرح طرح کی باتیں ہونے لگی۔ حضرت شقیق بلخی تک ہر بات پہنچتی تو مسکرا دیتے، حجاج مکہ پہنچے گئے، حج ہو گیا۔ اُنہی میں سے ایک ولی اللہ جو حج پر گیا تھا وہ رات کو خواب دیکھتا ہے کہ ملائکہ بیٹھے ہیں ملائکہ سے کوئی پوچھتا ہے کہ اِس سال کتنوں کا حج قبول ہوا اور کتنوں کا نہیں، ملائکہ جواب دیتے ہیں کہ اِس سال اللہ رب العزت نے سب کا حج قبول کر لیا۔ کسی کا حج رد نہیں ہوا۔ سائل پوچھتا ہے وہ یہ کیسے ہوا؟ اُنہوں نے کہا شقیق بلخی کے حج کے صدقے سب کے حج قبول ہو گئے۔ وہ اٹھا اُس نے سمجھا کہ کہیں چپکے سے آ نہ گیا ہوں پھر خبر لی۔ پتہ چلا وہ تو نہیں آئے، حیرت زدہ وہ اللہ کے ولی واپس جب بلخ پہنچے۔ سیدھا اُن کے گھر گئے۔ شقیق بلخی مبارک ہو، ہزاروں، لاکھوں لوگوں کا حج آپ کے حج کے صدقے قبول ہو گیا اور ہمیں علم ہے کہ آپ تو حج پر گے ہی نہیں۔ یہ کیسے ہو گیا؟ اب راز بتا دو کیا ماجرا بنا کہ آپ نہیں گے اُن نے کہا میں تیار تھا جس صبح حج پہ جانے کے لیے تو میں نے ایک خاتون کو دیکھا ایک جانور مر گیا تھا وہ چھری لے کر مردار کا گوشت کاٹ کے گھر لے گئی، میں چپکے سے اُس کے پیچھے ہو لیا وہ گھر گی تو اُس کو پکانے لگی۔ میں نے پوچھا خاتون یہ کیا کر رہی ہو اُس نے کہا آج سارا دن سے میرے بچے بھوکے ہیں۔ اب سوائے مر جانے کے اور کوئی راستہ نہ تھا تو میں نے کہا اللہ معاف کر دے گا۔ بچوں کو تو کچھ مل جائے۔ شقیق بلخی نے اپنے حج کا زادِ سفر، اُس خاتون کو دیدیا کہ تو رزق حلال کھائے اللہ نے توفیق دی تو حج بعد میں کر لوں گا، غریب پروری اور دوسرے کے لیے سخاوت کے عمل سے نہ صرف اپنا حج قبول ہوا بلکہ لاکھوں لوگوں کا حج مبرور ہو گیا۔

لہٰذا اگر من صاف نہ ہو تو تن کے ذریعے انجام پانے والا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ من سخی ہو جائے، اللہ کی مخلوق کے ساتھ رحمت اور شفقت آ جائے تو تن بہت زیادہ مشقت کرے یا نہ کرے وہ سمندوں سے بڑھ کر اجر پاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عورت شعورِ انسانیت کی تعمیرِ نو کی معمار

مرد و زن زندگی کے سفر کے شراکت دار ہیں

معاشرتی ترقی کے لئے خواتین کو بااختیار بنانا ضروری ہے

اللہ نے خواتین کو فطری طور پر صلح جو، امن پسند اور نرم دل بنایا ہے

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام منعقدہ ویمن کانفرنس کا بیانیہ

ابتدائیہ:

اللہ تعالیٰ نے معاشرے کو پروان چڑھانے اور انسانیت کی بقا کے لئے مرد و زن کو پیدا کیا۔زندگی کے سفر میں شراکت دار ہونے کے سبب دونوں کو بطورِ انسان یکساں حقوق اور اختیارات دیے مگر دونوں کی صنف اور عملی میدان میں مختلف ہونے کی وجہ سے دائرہ کار مختلف ہے اس اختلاف کا سبب دونوں جنسوں کی فطری صلاحیتوں، رجحانات اور استعداد میں فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی معاشروں میں افراد کے لئے اعمال اور افعال کا تعین ان کی قدرتی صلاحیتوں، ان کے تعلیمی ہنر ،ان کی کسی خاص شعبہ میں مہارت اور رجحانات کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے تاکہ ہر شعبہ زندگی سے معاشرے کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ ایسے میں مختلف افراد کے لیے انکی صلاحیتوں کے مطابق کاموں کی تخصیص کرنے کا مقصد کسی کے مقام و مرتبہ کو کم کرنہیں ہوتا مگر بدقسمتی سے عصر حاضر میں خواتین سے متعلق اسلام کے متوازن فکرونظریہ کی غلط تشریحات اور متنازع شکل دے دی گئی ہے جس نے ابہام کی شکل پیدا کر دی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خواتین کو بااختیار بنانا خاندان ، معاشرے اور ممالک کی بہتری اور معاشرتی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اگر خواتین محفوظ، مکمل اور نتیجہ خیز زندگی گزر رہی ہوں تو ہی وہ اپنی افرادی قوت اور صلاحیتوں کے تعاون سے خوشحال خاندان اور صحت مند بچوں کی پرورش کرسکتی ہیں۔ اور معیشت کے فروغ اور انسانیت کو بڑے پیمانے پر فائدہ پہنچانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اگر انسان کی دونوں صنفوں کے جسمانی، نفسیاتی اور نامیاتی خصائص اورافعال پر مفصل بحث اور جامع ترین سائنسی معلومات کے نتیجے میں یہ عموماً یہ نتائج اخذ کیا جاتے ہیں کہ مرد اور عورت کے دائرہ کار میں فرق کی وجہ تخلیقی اور فطری اعتبار سے دونوں کا جدا ہونا ہے۔اس وقت معاشرے میں عورت کے کردار کو لے کر جو مختلف نظریات پیش کیے جار ہے ہیں ان میں متوازن سوچ دینے کیلیے عورت کی تخلیق کے مقصد کو سمجھنا ضروری ہے ۔اسی نظریے کے پیشِ نظر منہاج القرآن ویمن لیگ نے دورِ حاضر میں اسلام کی تعلیمات کے مطابق اور عصرِ حاضر میں عورت کی حیثیت کے مطابق ایک متوازن بیان دے رہی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

عورت کی تخلیق کا فطری مقصد:

اللہ رب العزت نے معاشرے کو پروان چڑھانے اورنسل انسانی کی بقاء کے لئے مرد وعورت کی تخلیق کی اور معاشرے کی تعمیر کے لئے بنائے جانے والے تمام دینی وسماجی قوانین انسانی فطرت کو مدنظر رکھ کر بنائے گئے ہیں قرآن پاک

خواتین سے متعلق موجودہ تمام چیلنجز اور مسائل کا حل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خواتین کے حقوق، مقام اور کردار سے متعلق مردوں کو Educate نہ کیا جائے۔

میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

قائم ہوجاؤ اُس فطرت پر جس پر اللہ تعالی نے انسانوں کو پیدا کیا ہے،اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی (الروم:)

معاشرے کی تعمیر میں نصف کردار عورت کا ہے

اللہ رب العزت نے حضرت حوا کو پیدا کیا تو بائبل میں انکی تخلیق کا مقصد حضرت آدم کے مددگار کے طور پر دیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ تخلیق انسانیت میں دونوں کے کردار کو برابری کی حیثیت حاصل ہے ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاءً وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً(النساء:)

اے لوگو !اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقوٰی اختیار کرو)، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اسی بات کو Christianity میں بائبل کا انسایکلو پیڈیا تصور کی جانیوالی مشہور کتاب قاموس الکتاب میں یوں بیان کیا گیا ہے ۔

شادی تخلیق کا ایک امر ہے، خالق کل نے مرد اور عورت کو اپنی صورت پر بنایا اور خدا کی یہ صورت مرد اور عورت کی وحدت میں نظر آتی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کیلئے بنایا گیا ہے۔ دونوں کی شخصیتیں ایک دوسرے کی شخصیت کا تکملہ ہیں۔ شادی کا رشتہ اس وحدت کا دوسرا نام ہے۔"

اگر ہم عورت کی فطری و تخلیقی صلاحیتوں کو دیکھیں تو عورت کو قدرت نے ایسی صلاحیتوں سے نوازا ہے جن کی بدولت وہ بچوں کی نگہداشت تعلیم و تربیت کے لئے موزوں ترین ہے اس طرح نسلِ انسانی کا مستقبل عورتوں کے ہاتھ میں سونپ دیا گیا ہے۔

فطری خلقت کا تقابل اور سائنسی تشریح:

اس سے قبل بحث میں عورت اور مرد کی معاشرے کی تعمیر میں یکساں کردار پر بات کی گئی۔ اکیسویں صدی میں مرد و عورت کے مساوی حقوق کی بات کرتے ہوئے ان کے جنسی فرق کو معمولی فرق تصور کرتے ہوئے اس موضوع کو عجیب وغریب انداز سے پیش کیا جاتا ہے اور حقوق و فرائض کے تعین میں اسے کمزور نکتہ تصور کیا جاتا ہے حالانکہ حقیقت میں اسی جسمانی تخلیق میں فرق کی وجہ سے ان کے سماجی مقام اور حقوق و فرائض پر ہی فرق نہیں پڑتا ہے بلکہ اعصابی نظام اور جسمانی ونفسیاتی ساخت کا فرق انسان کی شخصیت میں گہرا رنگ رکھتا ہے۔

بلاشبہ تخلیقی اعتبار سے فرق کی وجہ سے مرد و عورت کی ذمہ داریاں مختلف ہیں مگر حقوق یکساں رکھے گئے ہیں نیکی کرنے پر اجر جتنا مرد کو دیا گیا اتنا ہی عورت کو بھی دیا گیا ہے غرض بحثیت انسان دونوں کے حقوق برابر رکھ دیئے گئے ہیں مگر فرائض اور ذمہ داریاں تخلیق کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

انسانی ساخت کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ کس طرح قدرت نے مرد اور خاتون کو موزونیت بخشی ہے یہی وجہ ہے کہ دونوں کے عملی میدان میں دائرہ کار مختلف رکھے ہیں مثلاًاگر یہ بات ثابت کرنے کہ کوشش کی جائے کہ ایک صنف مخالف صنفوں کی تمام خصوصیات رکھتی ہے تو وہ معاشرہ جس کی بنیاد خاندانی نظام ہے وہ مستحکم نہیں رہے گا کیونکہ خاندان مرو و

عورت وجود میں لاتے ہیں ایک ہی صنف کے دو لوگ نہیں۔

عورت میں اخلاقیات اور روحانیت کا پہلو:

خواتین میں اللہ رب العزت نے فطری طور پر صلح جو، امن پسندی کے جذبات رکھیں ہیں خاص طور پر مادرانہ جذبات میں عورت مرد کی نسبت نرم دل ہوتی ہے اسی لئے پیدائش کی تمام تکالیف عورت کو اُٹھانا ہوتی ہیں کیونکہ عورت اعلی اخلاق کی مالک ہونے کا رجحان مرد کی نسبت زیادہ رکھتی ہے۔

ایک طبقہ عورت کی روحانی حیثیت کا انکاری رہا ہے کہ عورت کو روحانی مقام میسر نہیں آسکتا یہ بات بھی قرآن نے خود غلط ثابت کر دی ہے کہ قرب خداوندی کسی جنس کی بدولت حاصل نہیں ہوتا ہر پیغمبر کے ذکر کے ساتھ قرآن میں ایک عورت کا ذکر کیا ہے جس نے بطور ماں یا بیوی اہم کردار ادا کیا ہے۔ عورت کی گود میں پیغمبر پروان چڑھے قرآن میں اللہ تعالی فرما رہا ہے کہ ہم نے موسی کی والدہ کی طرف وحی کی یہ قرب خداوندی اور ایک خاتون کے روحانی مقام کی دلیل یہ ہے کہ پیغمبر اورر اولیاء عورت کی آغوش میں پرورش پاتے ہیں۔ اسی وجہ سے عورت کا کردار پرورش نسل میں مرد کے کردار سے زیادہ طویل اورمشکل رکھا گیا ہے۔

عورت کا اعصابی نظام:

اللہ تعالی نے عورت کو مضبوط اعصاب سے نوازا ہے ذہانت و فطانت میں بھی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مگر ماہرین علم الاعضاء کے نزدیک اعصابی نظام کی مضبوطی میں مرد وعورت کا دائرہ کا مختلف ہے مثلا اگر میدان جنگ کی سختیوں کو برداشت کرنے کے لئے عورت کو جنگ میں بھیج دیا جائے تو اُسکے اعصاب مرد کی نسبت فطری طور پر سختیاں برداشت کرنے کی صلاحیت کم رکھتے ہیں اسی طرح اگر مرد کو تولیدی ذمہ داری دے دی جائے تو مضبوط اعصاب رکھنے کے باوجود وہ اس عمل کو سرانجام نہیں دے سکے گا لہذا عورت کی ذہانت اور اعصابی نظام یقیناً مرد کے برابر ہے مگر جسمانی ساخت مختلف ہونے کی وجہ سے دائرہ کار مختلف ہیں۔

عورت کا الہامی ،دینی اور معاشرتی مقام:

عورت کی حیثیت سے متعلق معاشرہ ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار رہا ہے اور قبل از اسلام تو معاشرہ میں عورت کو پست ترین مقام حاصل تھا دورِ حاضر میں مغربِی معاشرہ یہ باور کروانے میں مصروف ہے کہ عورت کی آزادی کا اسلام سے دور دور تک تعلق نہیں اور اسلام عورت کو چاردیواری میں قید کر دیتا ہے اس نظریے کا پرچار وہ کتابوں، اخبارات اور خصوصی دستاویزی فلمز بنا کر بآسانی کر رہے ہیں۔ کچھ کمزور عقیدہ مسلمان اُن کی باتوں میں آکر یہ پرچار کرتے نظر آرہے ہیں کہ اسلام کے عورت کے بارے میں نظریات دقیانوسی ہیں۔

حقیقتاً تہذیب جدید نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ حقوق نہیں بلکہ عورت کا مزید استحصال ہے پہلے وہ ظلم کی چکی میں پس رہی تھی اب اتنا آزاد کر دیا کہ کوئی قید نہ نہیں رہی۔ اسلام سے قبل کے معاشروں کو اُٹھالیں وہی معاشرے جو آج سب سے زیادہ عورتوں کے حقوق کا خیال کر رہے ہیں کہ خود اُن کے ماضی میں عورت کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا ہے وہ یونان ہو روم ہو، یورپ ہو، ہندوستان ہو کس معاشرہ نے عورت کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ رکھا۔

اسلام میں عورت کو جو عزت دی گئی اس کی اساس اس آیت کریمہ پر تھی۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً (بنی اسرائیل،٧٠)

اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ(التین،)

بیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔

پھر اسلام ہمیشہ سے مساوات انسانی کا علمبردار رہا ہے اسلام نے ہی انسانیت کو روشناس کروایا کہ بنیادی انسانی ضروریات ہر کسی کو بغیر رنگ، نسل اور جنس میں امتیاز کیے بغیر برابر ملنی چاہیے تمام انسان مساوی بنیادی حقوق رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (النساء ،:)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقوٰی اختیار کرو)، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اسلام میں عورت کو جو مقام حاصل رہا اس کی وجہ وہ رہنما اُصول تھے جس پر اسلام کی بنیادیں قائم کی گئیں۔جس میں انسان کو اگر باعث تکریم کہا گیا تو اس سے مراد مرد اور عورت دونوں تھے۔اسلام میں اگر فضیلت ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر اگر کوئی تقویٰ میں اچھا ہے تو اسکا مقام دوسروں سے مختلف ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں عورت کی حیثیت نہایت مسلم ہے ۔حضورﷺ کی آمد کے ساتھ جہاں تاریکیوں کے بادل چھٹے رہیں عورت کو فرش سے عرش پر بٹھا دیا گیا ہے۔

معاشرے میں عورت کا بنیادی اور اہم کردار ہے کیونکہ تخلیقی کردار اُسے سونپا گیا ہے، پیدائش کا سارا بوجھ عورت کو برداشت کرنا ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے اسے اتنی قوت وصلاحیت سے نوازا ہے کہ وہ اس اہم ذمہ داری کا بااحسن سر انجام دے سکے ۔اسلام یہ چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں خاتون دین و اخلاق کا مجسمہ ہو اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت تب ہی معاشرے کا مفید رکن ہوسکتی ہے جب وہ دین واخلاق میں اونچا مقام رکھتی ہو ورنہ اس کی بداخلاقی و بدکرداری پورے معاشرے کو جہنم میں بدل سکتی ہے چونکہ معاشرے کا اجتماعی شعور انفرادی تربیت سے ہی پختہ ہوسکتا ہے۔ اسلام نے انفرادی تربیت پر زور دیا ہے اسی تربیت کا ایک حصہ تعلیم ہے جسے خواتین کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے جس میں اخلاقی تعمیر، تعمیرِ سیرت اور تقوٰی کے احاس کے عمل دخل کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ تربیت کے دوسرے حصے میں عورت کے عملی زندگی کے دائرہ کار کو متعین کی گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر سیرت طیبہﷺ کی روشنی میں دیکھا جائے تو خواتین کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ اسی لئے دی گئی کہ عورت معاشرہ ساز ہے کیونکہ نسل انسانی اُس کی گود میں پروان چڑھتی ہے لہذا معاشرہ عورت کے کے کردار کا محتاج ہے۔

عورت کے حقوق کے تحفظ کا مفہوم انفرادی، معاشرتی، خاندانی اور عائلی سطح پر عورت کو ایسا تقدس اور احترام فراہم کرنا ہے جس سے معاشرے میں اس کے حقوق کے حقیقی تحفظ کا اظہار بھی ہو اگر ہم حقائق اور اعداد وشمار کی روشنی میں مغربی معاشرے میں عورت کے حقوق کا جائزہ لیں تو انتہائی مایوس کن صورتحال ہے خاندان جو کسی بھی معاشرے میں انسان کے تحفظ ونشوونما کی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے عورت کے تقدس کے عدم احترام کے باعث مغربی معاشرے میں شکست و ریخت کا شکار ہے۔

ویمن تھیوریز کے نتائج ، پیدا ہونے والے رجحانات اور مسائل:

عورت سے متعلق جدید نظریات اور مختلف وقتوں میں پیش کی جانے والی تھیوریز نے جدید دور میں عورت کی حیثیت سے متعلق خطرناک موڑ لے لیا ہے یہ حقوق نسواں کی تحریک جو بنیادی حقوق کی فراہمی کے لئے شروع ہوئی اب اپنا الگ تشخص بنانا شروع ہوگئی ہے جسکا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں جنکا بیانیہ کسی الہامی تعلیم کی بجائے اپنا تیارکردہ ہے کیونکہ اس تحریک کا آغاز مغرب سے ہوا مسلمان خاتون مغرب کی عورت کی نسبت پہلے ہی اسلام کے عطا کردہ حقوق سے مستفید ہو رہی تھی وہ بھی جزوی طور پر اس تحریک کا حصہ بنی اور اس وقت یہ اپنے متنازعہ بیانات کی وجہ خواتین کی ایک بڑی تعداد کی نمائندہ ہونے کی بجائے ایک چھوٹے سے گروہ کی صورت میں رہ گئی ہے مگر یہاں اس کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنا ضروری ہے کہ اس سب جدوجہد سے عورت اب تک کیا حاصل کرسکی ہے کیا حقوق نسواں حاصل ہوئے یا معاشرے میں کس حد تک باعزت مقام حاصل ہوا ذیل میں ان نظریات نے کیا نتائج پیدا کئے اورکونسے رجحانات اور مسائل کوجنم دیا ان کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے۔

بنیادی حقوق کی فراہمی:

خواتین نے بہت تگ و دو کے بعد مختلف ممالک میں حقوق حاصل کئے اس سے قبل رائے دہی،نوکریوں ،اور سیاست میں خواتین کا تناسب بہت کم تھا۔

غرض اتنی تگ و دو کے بعدعورت پارلیمنٹ میں چند فیصد ہی حصہ لے پاتی ہے۔ پھر یہ تو سیاسی حقوق ہوئے اگر انفرادی سطح پر دیکھا جائے تو ووٹ کا حق بھی دیا بھی بہت دیر کے بعد ملا اس صورتحال پر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اسلام میں انسانی حقوق میں رقمطراز ہیں۔

عورت کے حقوق کے تحفظ کا مفہوم انفرادی، معاشرتی، خاندانی اور عائلی سطح پر عورت کو ایسا تقدس اور احترام فراہم کرنا ہے جس سے معاشرے میں اس کے حقوق کے حقیقی تحفظ کا اظہار بھی ہو اگر ہم حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں مغربی معاشرے میں عورت کے حقوق کا جائزہ لیں تو انتہائی مایوس کن صورتحال ہے خاندان جوکسی بھی معاشرے میں انسان کے تحفظ ونشوونما کی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے عورت کے تقدس کے عدم احترام کے باعث مغربی معاشرے میں شکست و ریخت کا شکار ہے۔

خاندانی نظام کی تباہی:

حقوق نسواں کی دوڑ میں جہاں خواتین کو حقوق حاصل ہوئے وہیں کچھ نظریات کی وجہ سے خاندانی نظام بھی دن بدن تباہی کی طرف جا رہا ہے مرد وعورت کے درمیان مقابلہ بازی کی فضاء پیدا کرنے کی وجہ سے سب سے زیادہ متاثر فیملی یونٹ ہوا ہے دنیا بھر میں سنگل پرینٹنگ کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔

نوجوان نسل کی تربیت کا فقدان:

پاکستان اور دنیا بھر میں طلاق کی شرح میں خطرناک حدک اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے جس نے لامحالہ ماں باپ کی توجہ بچوں کی تربیت سے ہٹا دی ہے جس سے دن بدن تربیت کا فقدان دیکھنے میں آرہا ہے اورنوجوان نسل تیزی سے دین سے دوری اور بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے۔

مرد وعورت میں اختلاف کی فضاء:

تحریک نسواں کے مختلف ادوار میں حقوق کی جو جنگ رہی اس نے تدریجی ارتقاء میں مردوں کے خلاف نفرت اور مقابلے کی فضاء پیدا کر دی ہے ۔قرآن پاک میں مردوں کو بوجہ ذمہ داریوں کے عورت پر قوامیت دی گئی ہے جن کی غلط تشریحات کے ذریعے خواتین کو ذہنی انتشار کا شکار کیا جا رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے دوری کی بنا پر ہمارا معاشرہ ایسی غلط تشریحات وتعبیرات کو سچ مان کر اپنی اصل سے دور ہوگیا ہے۔

اسلام تو عورت کو خلع ،خیار بلوغ اور نان و نفقہ کی صورت میں حقوق کا ضامن بن رہا ہے ، پھر معاشرے کی دو اہم صنفوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں کھڑا کرنا معاشرتی اکائی خاندان کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔

شعور انسانیت کی تعمیر نو کی نگہبان عورت ہے:

درج بالا بحث کا مقصد صرف اس بات کی نشاندہی کرنا تھا کہ عورت کا کردار معاشرے میں جس قدر اہمیت کا حامل ہے حقوق نسواں کی دوڑ میں اس کردار کی اہمیت کو الجھنوں کا شکار کر دیا گیا ہے ۔ جبکہ الہامی تعلیمات اور خصوصا اسلام میں جو مقام اور حیثیت عورت کو دی گئی ہیاس وقت از سر نو اسے اجاگر کرنے کی ضرورت ہے ۔کہ عورت کا اس معاشرے میں مقام کسی صورت مرد سے کم نہیں ہے بلکہ بحثیت عورت اس کا دائرہ کار معاشرے کی نگہبانی اور حفاظت ہے جیسے ایک ولی معاشرے کو تربیت فراہم کر کہ اسے جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے اور اللہ رب العزت اور حضور اکرمﷺ کی تعلیمات سے روشناس کرواتا ہے۔ یہی کردار معا شرہ سازی میں عورت کا ہے۔ لہذا عورت معاشرہ میں شعور انسانیت کی نگہبان اور ولی ہے۔

خواتین سے درپیش چیلنجز کا حل :

خواتین سے متعلق موجودہ تمام چیلنجز اور مسائل کا حل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خواتین کے حقوق، مقام اور کردار سے متعلق مردوں کو Educate نہ کیا جائے۔

عورت بحثیت ولی:

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرما کر اس کو کائنات میں اہم مقام پر فائز کیا ہے پھر بحثیت انسان مرد اور عورت کو تخلیق کر کے ان کے حقوق و فرائض بھی مقرر کر دیے ۔تعمیر معاشرہ میں دونوں کا کردار لازم و ملزوم ہے یعنی ایک صنف دوسری صنف کے ذمے امور کی تکمیل کا باعث بنتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قر آن پاک میں مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کا تعین کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مقربین انہیں قرار دیا جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. (سورۃ توبہ آیت نمبر 71)

اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں ۔وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت بجا لاتے ہیں، ان ہی لوگوں پر اللہ عنقریب رحم فرمائے گا، بیشک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

درج بالا قرآنی آیات کے مطابق اللہ تعالی نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا ولی قرار دیا ہے ۔

یہ بات یقیناً بہت سے لوگوں کیلیے باعث حیرت ہوگی کہ عورت ولی کیسے ہوسکتی ہے۔ چونکہ ہمارے ہاں ولی اس ہستی کے لیے بولا جاتا ہے جو مقرب الی اللہ ہو اور خصوصی کمالات و محاسن کی حامل ہو۔لیکن قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے مرد اور عورت کو معاشرے میں ایک دوسرے کا ولی قرار دیا ہے۔ یہی بات اللہ رب العزت نے بائبل میں حضرت حوا کی تخلیق کے ضمن میں فرمائی کہ میں آدم کا مددگار پیدا کر رہا ہوں۔

اگر ہم معاشرہ سازی اور تربیت سازی میں ولی کی حیثیت اور خصوصیات دیکھیں تو اسلامی تاریخ میں اولیاء اور مجددین نے معاشرہ سازی میں اہم کردار ادا کیا جو کام تربیت سازی میں ولی کرتا ہیوہ کام دورِ حاضر میں معاشرتی تنزلی اور تربیت سازی کے ضمن میں عورت بھی با احسن طریقے سے کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق صحیح فکرو نظر یہ سے آگاہ ہو۔ اس نظریہ کی مزید وضاحت کیلیے دورِ حاضر میں عورت کی حیثیت بطور ولی معاشرہ متعارف کروانے کیلیے

لفظ ولی کے مختلف مفاہیم کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ولی کا مفہوم:

لغت کے اعتبار سے ولی کے کئی مفاہیم ہیں۔

عرف عام میں اس سے مراد دوست کے لیے جاتے ہیں ۔مختلف مفاہیم کی روشنی میں دیکھا جائے تو ولی وہ ہوتا ہے جو معاشرہ کی نبض پر ہاتھ رکھ کر نہ صرف مرض تشخیص کرے بلکہ معاشرہ کیمسائل کے حل کیلیے تربیت بھی فراہم کرے۔اسی طرح عورت معاشرے میں ہر حیثیت میں نمایاں اور مستحکم کردار رکھتی ہے انفرادی حیثیت کے ساتھ ساتھ خاندان کی اکائی کی بنیاد بھی عورت ہے گویا کہ وہ

ا۔ اپنے کردار و وقار کی محافظ ہے

۲۔ خاندان کی نگہبان ہے

حکومتی ضلعی یا تحصیلی سطح پر Mother training centers ماؤں کی ٹریننگ کے لئے سینٹرز قائم کرے تاکہ ماں کا انداز تربیت متشدد رویوں کی بجائے متوازن کردار کا حامل ہو اور بچوں کی بہتر تربیت کی جا سکے۔

۳۔ نسل نو کی محافظ ہے

دورِ جدید میں نسل نو جس تربیتی، فکری اور اخلاقی تنزلی کا شکار رہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے جس کردار کی طرف اشارہ کیا وہ اب ناپید ہوتا جا رہا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ ہم دن بدن معاشرتی انحطاط کا شکار ہورہے ہیں۔اگر اس تنزلی کی ایک وجہ معاشرے میں بطورِ ولی عورت کے کردار کی مفقود یت کو کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔آج بطور ولی مرد اور عورت کے کردار کو واضح کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ذیل میں بطور ولی عورت کے کردار کے چند پہلو واضح کیے جا رہے ہیں ۔

ولی کے معنی نجات دہندہ اور معاون کے ہیں ۔

لفظ ولی کے معنی:

ا۔صاحب مودت و نصرت

یعنی ولی وہ ہوتا ہے جو انسانیت سے محبت و پیار کرنے والا ہوتا ہے۔ اس معنیٰ کے پیش نظر اگر بحیثیت ولی عورت کے کردار کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً عورت کے اندر محبت اور مامتا کے جذبات ودیت کیے ہیں۔اسی وجہ سے اسے ماں کا رتبہ عطا کیا ہے تاکہ وہ شفقت اور محبت سے نسلِ نو کو پروان چڑھائے اور خانگی امور میں مرد کی معاونت کرے۔

۲۔ہادی و مرشد:

بھٹکی ہوئی انسانیت کو مولا کے قریب لانے کے لئے تربیت فراہم کرتا ہے۔عورت نسلِ نو کی تربیت میں یہی کردار ادا کرتی ہے۔جیسا کہ حدیثِ مبارکہ کا مفہوم ہے کہ ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اس کے مسلمان یا عیسائی ہونے کا تعلق اس کے والدین سے ہوتا ہے یعنی عورت بچے کی ہادی بن کر اسے صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرنا سکھاتی ہے۔ اگر عورت یہ کردار ادا نہ کرے تو معاشرے کی تنزلی کا آغاز یہیں سے ہو جاتا ہے ۔

۳۔نگہبان و سرپرست:

معاشرے میں مروجہ غیر اسلامی اور منتشرانہ سوچ کو شعور و آگہی دے کر ختم کرنے اور احکامات کی حفاظت کرنے والا ہو۔عورت اپنے کردار، گھر کی نگہبان اور محافظ ہے ۔ اس کی اس حیثیت کو قرآنِ پاک میں بھی بیان کیا گیا ہے۔عورت شوہر کی غیر موجودگی میں گھر کی محافظ اور نگہبان ہے اسی طرح وہ اپنے کردار ،وقار، تشخص اور نسل نو کی محافظ ہے اگر عورت

پاکستانی معاشرے میں فیملی یونٹ کو مستحکم کرنے کے لیے حکومتی سطح پر اقدامات کی ضرورت ہے اسکے بغیر نہ تو حقوق کی جنگ لڑی جا سکتی ہے اور نہ معاشرے کو متوازن سوچ کے حامل افراد میسر آ سکتے ہیں، اس میں خاتون کو آگے بڑھ کر اپنی نسلوں کی متوازن تربیت سے معاشرہ کی سوچ بدلنی ہوگی۔

محافظیت اور نگہبانی کا یہ فریضہ کماحقہ سر انجام نہیں دیتی تو معاشرتی نظام کے زوال کا آغاز ہو جاتا ہے۔

۴۔ المخلص:

یعنی وہ جو ظلم سے خلاصی دلوادے۔ اس معنیٰ کا براہ راست تعلق عورت کے تربیتی کردار سے ہے۔ جب عورت خود تربیت یافتہ اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے مقام سے روشناس ہو کر تربیت کا فریضہ سر انجام دے تو وہ موجودہ بے راہ روی اور دن بدن زوال کا شکار نسلِ نو کو تباہی اور بربادی سے خلاصی دلوا سکتی ہے یعنی معاشرے میں ظلم کی روک تھام عورت کے تربیت یافتہ ہونے اور تربیت فراہم کرنے پر منحصر ہے کیونکہ بیٹوں کی سیرت ماؤں کی آغوش میں تیار ہوتی ہیں۔ انسانی فطرت میں سچائی اور پاکیزگی کے جوہر ماؤں ہی کی تربیت سے چمکتے ہیں۔

۵۔ معاون:

یعنی نفرتوں کو ختم کر کے معاشرے کے اذہان کو جوڑنا اور معاونت کرنا۔عورت بطور ولی خاندان کی وحدت کا باعث بن سکتی ہے۔ اگر ہم دورِ حاضر میں خاندان کی علیحدگی کی شرح میں اضافہ دیکھیں تو عورت کے اس کردار کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کیونکہ عورت اپنی تربیت سے نسلوں کے اندر رشتوں کی محبت پیدا کر کے خاندان کی اکائی کو بچانے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ جہاں شوہر نان ونفقہ اور مالی و معاشی اعتبار سے ذمہ دار ہے تو وہیں خاندان کی تربیت عورت کے کندھوں پر ہے۔ خاندان کے استحکام کے بغیر معاشرہ کا استحکام ممکن نہیں۔

٦۔ ہمدرد، غمگسار اور ایثار پسند:

عورت بطورِ ولی ایک خاندان کو خوشحال بنانے کیلیے بہت سے قربانیاں دیتی ہے۔عورت اپنی ذات میں ایک تنا آور درخت کی مانند ہے جو ہر قسم کے سرد و گرم حالات کا دلیری سے مقابلہ کرتی ہے۔ اس عزم و ہمت، حوصلے، استقامت اور جذبہ ایثار وقربانی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو اس کے قدموں تلے بچھا دیا ہے۔تاریخِ اسلام خواتین کی قربانیوں اور خدمات کا ذکر کیے بغیر نامکمل رہتی ہے۔اسلام کی ابتدائی تاریخ میں مسلم خواتین کا جو کردار رہا وہ آج ساری دنیا کیلیے ایک واضح سبق بھی ہے۔

۷۔ معاشرے میں امن کی ضامن:

عورت کی گود میں نسلیں پروان چڑھتی ہیں اگر عورت نسل کی تربیت صحیح خطوط پر کرے تو معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا سکتی ہے۔

۸۔ معاشرہ ساز:

کوئی بھی معاشرہ عورت کو تعلیم و تربیت فراہم کیے بغیر ترقی نہیں کرسکتا کیونکہ تربیت یافتہ عورت ہی معاشرے میں توازن پیدا کرسکتی ہے۔کیونکہ اسلامی تاریخ میں عورت کی تربیت کا کلیدی کردار رہا ہے جس نے بڑے بڑے صوفیاء، آئمہ اور سربراہانِ مملکت کو پروان چڑھایا ہے۔

۹۔ مضبوط اور مستحکم خاندان کی اساس:

خاندان معاشرے کی اہم اور بنیادی اکائی

ہے۔مستحکم معاشرے کی بنیاد پر پرسکون معاشرہ بنتا ہے۔مگر بدقسمتی سے خاندان موجودہ مادیت پرستی کا شکار ہوکر زوال پذیر ہو رہے ہیں۔ایک ہی خاندان کے افراد ایک دوسرے سے بہت دور جا چکے ہیں۔پھر نفسا نفسی کے عالم میں کسی کے پاس اپنے خاندان کی بنیاد مضبوط کرنے کا وقت نہیں مگر عورت کو اللہ پاک نے یہ صلاحیت عطا کی ہے کہ وہ خاندان کے استحکام کے لئے اساس مہیا کرسکتی ہے۔عورت کو چاہئے کہ اپنے خاندان کو معاشرے کا بہترین شہری اور اچھا انسان بنائے۔اپنے خاندان اور اولاد کو معاشرے کا سودمند شہری بنائے اور اس کے لئے عورت کے اندر درج ذیل خصوصیات ہونا ضروری ہیں۔

باشعور، تربیت یافتہ، ہنرمند

الغرض عورت معاشرے کا لازمی جزو اور عنصر ہے۔ ان میں سے عورت کے کردار اور ذات کی نفی کر دی جائے تو معاشرہ کی اساس ہی ختم ہو جائے گی۔عورت کے بغیر معاشرہ ادھورا ہے۔

۱۰۔ پرامن خاندان سے پرامن معاشرہ:

خاندان کی تربیت ہی انسان کو معاشرے کا مفید رکن بنانے میں مدد دیتی ہے اگر خاندان انتشار کا شکار ہیں تو معاشرہ کبھی بھی پرسکون اور پرامن نہیں رہ سکتا ہے۔

مذکورہ تھیوری کے نتیجے میں سفارشات:

۱۔ مرد اور عورت کے متوازن کردار پر ورکشاپس:۔ حکومتی سطح پر مرد اور عورت کے متوازن کردار اور معاشرے میں دونوں کے ایک دوسرے کے ولی ہونے کے تصور پر ورکشاپس اور سیمینارز منعقد کیے جائیں تاکہ دونوں صنفوں کے درمیان اختلاف اور مقابلے کی فضا کو ختم کر کے معاونت کی سطح پر لایا جائے۔

۲۔ تعلیمی ادارہ جات میں صنفی اختلافات کو بیان کرنے کی بجائے طلباء کے لئے کونسلنگ سیشنز منعقد کئے جائیں جہاں انھیں اسلامی تعلیمات کے سیشنز دیے جائیں۔

۳۔ ریاستی سطح پر ایک جامع تربیتی نظام تشکیل دیا جائےجس کے تحت تعلیمی اداروں، سماجی و فلاحی این جی اوز کے ذریعے مرد اور خواتین دونوں کے لئے تربیتی پروگرامز تشکیل دیے جائیں۔

۴۔ سماجی اور فلاحی این جی او ز کے ذریعے روایتی نظام تعلیم کے ساتھ ساتھ غیر روایتی انداز تعلیم سے ایک دوسرے کی عزت و وقار پر مبنی نظریات کو فروغ دیا جائے۔

۵۔ حاملہ خواتین کی تربیت کا نظام بھی متعارف کروایا جائے اگر اس سطح پر خاتون کی تربیت کی جائے وہ اس سے آگے نسل نو کی تربیت بہتر انداز میں کرسکتی ہے۔

۶۔ حکومتی ضلعی یا تحصیلی سطح پر Mother training centers ماؤں کی ٹریننگ کے لئے سینٹرز قائم کرے تاکہ ماں کا انداز تربیت متشدد رویوں کی بجائے متوازن کردار کا حامل ہو اور بچوں کی بہتر تربیت کی جاسکے۔

۷۔ فیملی یونٹ میں استحکام کی ضرورت: پاکستانی معاشرے میں فیملی یونت کو مستحکم کرنے کیلیے حکومتی سطح پر اقدامات کی ضرورت ہے اسکے بغیر نہ تو حقوق کی جنگ لڑی جا سکتی ہے اور نہ معاشرے کو متوازن سوچ کے حامل افراد میسر آ سکتے ہیں، اس میں خاتون کو آگے بڑھ کر اپنی نسلوں کی متوازن تربیت سے معاشرہ کی سوچ بدلنی ہوگی۔

۸۔ انتہا پسندانہ مذہبی سوچ کا خاتمہ: ہمارے معاشرے میں عورت کے ساتھ استحصالی رویے کے ذمہ دار انتہا پسند مذہبی طبقہ بھی ہے لہذا اس سوچ کے خاتمے کیلیے مدرسہ ریفارمز حکومت کی ترجیحات میں ہونا چاہیے۔

۹۔ قوانین پر عملداری کی ضرورت: اسلام میں خاتون کو جو حقوق عطا کر دیے گئے اسکی نظیر کوئی مذہب یا معاشرہ پیش نہیں کرسکتا، پاکستانی آئین میں حقوق کی فراہمی پر قانون موجود مگر عملداری نہیں ہے جس پر فوری اقدامات ہونے چاہیں۔

☆☆☆☆☆

کتاب اور انسان کا باہمی تعلق

انسان اور انسانیت کی بقاء کتاب سے وابستہ ہے

الہامی کتب منبع علوم اور ذریعہ ہدایت و رہنمائی ہیں

کامیاب شخصیات کی زندگی کا بیشتر وقت مطالعہ کتب میں صرف ہوا

ڈاکٹر شفاقت علی البغدادی الازہری

بلاشک و شبہ کتاب اختراع و ایجاد، اصلاح و فلاح اور ہدایت و رشد کے حصول کے لیے لازوال علوم و معارف کا خزانہ ہوتی ہے کیونکہ ماہر وخبیر وار تجربہ کار مؤلف اپنی پوری زندگی پر محیط تجارب و مساعی کے لب لباب اور نچوڑ کو منظم اور مخطط انداز وصورت سے کتاب کے ہر قرطاس کو سجاتا ہے بایں وجہ کتاب قاری (Reader) کے لیے زندگی کے ہر گوشہ میں راہنمائی دینے کے اعتبار سے مصدر ومنبع کا درجہ رکھتی ہے ۔اسی طرح ایک کتاب حیات انسان سے متعلقہ جملہ شعبہ جات اور میادین میں مفید و مؤثر معلومات فراہم کرتی ہے ۔

بنی نوع انسان اور کتاب کے مابین تعلق انتہائی پختہ اور مضبوط ہے۔حضرت انسان ہر حوالہ سے کتاب سے مربوط نظر آتا ہے کسی صورت میں بھی وہ کتاب کے بغیر (Survive) نہیں کرسکتا۔یہ دونوں ایک دوسرے سے اس حد تک مربوط ہیں کہ یہ کہنا خلاف قیاس وحقیقت نہیں ہے کہ کتاب انسان کی رشد و ہدایت کے لئے مرشد و راہبر کا درجہ رکھتی ہے۔

کتاب کی اس حیثیت و مرتبے کو جاننے کے لیے تاریخ انسان پر عمیق و گہری نظر ڈالنے اور غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں اللہ جل مجدہ کی طرف سے عطا کردہ وحی وکتاب مرشد و راہبر کا درجہ رکھتی تھی۔ ان کے بعد آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں کتاب الٰہی ذریعہ ہدایت تھی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ابراہمی صحیفے ،حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تورات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انجیل حتی کہ آخری نبی کے دور میں قیامت تک کتاب قرآن مجید انسانیت کی مرشد ہے۔

یہ چند الہامی کتب کے حوالہ سے ایک مختصر سا تذکرہ وخلاصہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ فی زمانہ ذریعہ ہدایت و راہنمائی رہی ہیں ۔ انتہائی غور طلب امر ہے کہ اللہ رب العزت نے ان الہامی کتب میں موجود احکام وعبر کو مختلف امتوں اور افراد تک پہچانے کے لیے عالی المرتبت ہستیوں یعنی انبیا و رسل کا انتخاب فرمایا ہے۔جنھوں نے اپنی اپنی امت کو کتاب کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے اور اس کے احکام فہم و تعلیم دینے کی کاوشیں سرانجام دیں ہیں۔

انہی کتب میں سے بلاشک و شبہ قرآن حکیم ایک ایسی الہامی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف وتبدیلی سے محفوظ ہے اورر قیامت تک اللہ جل جلالہ اس کی حفاظت خود فرما رہا ہے ۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر، 09)

بیشک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

قرآن حکیم کا امتیاز ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلقہ معلومات و معارف کا مجموعہ

ہے بلکہ یہ انسانیت کو ہر جہت و پہلو سے متعلق راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ دوسری طرف عظیم مسلم مفکرین اور علماء اسلام نے اس میں مسلسل غوروفکر تدبر کر کے مختلف موضوعات پر الگ الگ کتب تحریر فرما دیں جن سے امت مرحومہ استفادہ کر رہی ہے۔

کتاب اور انسان کے مابین مضبوط تعلق کو کا اس مثال سے بھی جانا جا سکتا ہے کہ جب ایک بچہ توتلی زبان بولنا شروع کرتا ہے تو اسے کتاب دی جاتی ہے۔ پھر وہ بچہ کتاب بینی کے ذریعے اپنے مراحل تعلیم مکمل کرتا ہے۔ جتنا زیادہ کتاب کے درک و تبحر حاصل کرتا ہے ،اتنا ہی عظیم انسان بنتا ہے کوئی سائنسدن، کوئی قانون دان، صحافی، پروفیسر، آفیسر یا عظیم شخصیت بن کر معاشرے میں اپنی خدمات سرانجام دیتا ہے۔

جب ہم انسان اور کتاب کی تاریخ پر غور و فکر کرتے ہیں تو ہمیں انتہائی قدیم اور بہت پرانی نظر آتی ہے اور ان کا باہمی تعلق بھی بہت قدیم ہے تاریخ کے تناظر میں انسان اور کتاب کے باہمی تعلق کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ہمیں درج ذیل شواہد و دلائل ملتے ہیں ۔

اگر ہم انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات قدسیہ پر نظر دوڑائیں تو بخوبی علم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی اللہ کے احکام کے عین مطابق گزر رہی ہے اور وہ کل مخلوقات میں افضل و اعلیٰ مخلوق ہیں اللہ ن ے ان کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے کتابیں نازل فرمائی ہیں ۔اللہ نے انبیاء علیہم السلام پر وحی ن ازل فرمائی اور بعض کو صحف و کتب عطا فرمائیں سورۃ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

إِنَّـا أَوْحَيْنَـا إِلَيْكَ كَمَـا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا(نساء ،163)

(اے حبیب!) بیشک ہم نے آپ کی طرف (اُسی طرح) وحی بھیجی ہے جیسے ہم نے نوح (علیہ السلام) کی طرف اور ان کے بعد (دوسرے) پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل اور اسحاق و یعقوب اور (ان کی) اولاد اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف (بھی) وحی فرمائی، اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو (بھی) زبور عطا کی تھی۔

اللہ رب العزت نے سورۃ اعلیٰ میں آخرت کا ذکر اور تعلیم خیر کا بیان فرماتے ہوئے سابقہ الہامی صحائف و کتب کا طرف اشارہ فرمایا ہے ۔

إِنَّ هَـذَا لَـفِـي الصُّحُفِ الْأُولَى .صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى(اعلی،19،18)

بیشک یہ (تعلیم) اگلے صحیفوں میں (بھی مذکور) ہے .(جو) ابراہیم اور موسٰی (علیہما السلام) کے صحائف ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے کتاب عطا فرمائی اور صراحت فرمادی ۔

وَإِذْ آتَيْـنَـا مُـوسَـى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ(البقرۃ،53)

اور جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والا (معجزہ) عطا کیا تاکہ تم راہِ ہدایت پاؤ۔

اللہ رب العزت نے یہود و نصاریٰ کو اہل کتاب کا لقب دیا ہے اور کثیر مقامات پر اس نے انہیں اس لقب سے پکارا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (المائدۃ ،15)

اے اہلِ کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول تشریف لائے ہیں جو تمہارے لئے بہت سی ایسی باتیں (واضح طور پر) ظاہر فرماتے ہیں جو تم کتاب میں سے چھپائے رکھتے تھے اور (تمہاری) بہت سی باتوں سے درگزر (بھی) فرماتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ان ابن عباس رضی الله عنهما قال ":كيف تسالون اهل الكتاب عن شيء وكتابكم الذى انزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم احدث تقرء ونه محضا لم يشب؟ وقد حدثكم ان اهل الكتاب بدلوا كتاب الله وغيروه وكتبوا بايديهم الكتاب، وقالوا هو من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا (سورة البقرة آية 79) الا ينهاكم ما جاء كم من العلم عن مسالتهم؟ لا والله ما راينا منهم رجلا يسالكم عن الذى انزل عليكم."

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں کیوں پوچھتے ہو جب کہ تمہاری کتاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ تازہ بھی ہے اور محفوظ بھی اور تمہیں اس نے بتا بھی دیا کہ اہل کتاب نے اپنا دین بدل ڈالا اور اللہ کی کتاب میں تبدیلی کر دی اور اسے اپنے ہاتھ سے از خود بنا کر لکھا اور کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ دنیا کا تھوڑا سا مال کما لیں۔ تمہارے پاس (قرآن و حدیث کا) جو علم ہے وہ تمہیں ان سے پوچھنے سے منع کرتا ہے۔ واللہ! میں تو نہیں دیکھتا کہ اہل کتاب میں سے کوئی تم سے اس کے بارے میں پوچھتا ہو جو تم پر نازل کیا گیا ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بھی ایک کتاب تھی جس میں انہوں نے احادیث مبارکہ لکھی ہوئیں تھی ۔ چنانچہ ان سے جب پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی خاص بات بتائی ہے جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو؟ تو وہ بولے :

لا إلا ما فی كتابی هذا، قال مسدد: قال: فاخرج كتابا، وقال احمد :كتابا من قراب سيفه، فإذا فيه: المؤمنون تكافا دماؤهم وهم يد على من سواهم ويسعى بذمتهم ادناهم الا لا يقتل مؤمن بكافر ولا ذو عهد فی عهده،

نہیں، سوائے اس چیز کے جو میری اس کتاب میں ہے۔ مسدد کہتے ہیں: پھر انہوں نے ایک کتاب نکالی، احمد کے الفاظ یوں ہیں اپنی تلوار کے غلاف سے ایک کتاب (نکالی) اس میں یہ لکھا تھا: سب مسلمانوں کا خون برابر ہے اور وہ غیروں کے مقابل (باہمی نصرت و معاونت میں) گویا ایک ہاتھ ہیں، اور ان میں کا ایک ادنی بھی ان کے امان کا پاس و لحاظ رکھے گا، آگاہ رہو! کہ کوئی مؤمن کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی کوئی ذمی معاہد جب تک وہ معاہد ہے قتل کیا جائے گا۔

چوتھی صدی ہجری میں اصفہان شہر کے عظیم الشان ایک مشہور ادیب لغوی و ادیب اور ناقد مشہور ادیب و ناقد ابن طباطبا علوی نے کتاب کے بارے میں خوبصورت اور شاندار قول فرمایا ہے۔ آپ نے کتابوں کو قلعہ اور باغات قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

الكتب حصونُ العقلاء التی يلجأون إليها، وبساتينهُم التی يتنزهون فيها.

کتابیں عقلمند لوگوں کے لیے مضبوط قلعے ہیں جن میں وہ پناہ لیتے ہیں اور ان کے باغات سیرگاہیں ہیں جس میں وہ سیر و تفریح کرتے ہیں۔

آج سے کئی سو سال قبل اپنے اسلاف، علمائے کرام، مسلم مفکرین اور دانشوروں کی زندگیوں کا جب ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے شب و روز کا بیشتر حصہ مطالعۂ کتب اور تصنیف و تالیف میں گزرتا تھا، کتابیں اُن کا اوڑھنا اور بچھونا ہوتی تھیں۔

الغرض علم کی فضیلت میں کوئی شک نہیں ہے علم نافع کی حاجت ہر کسی شخص کو رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلاف نے ہمیشہ کتاب کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط بنایا اور اپنے طلباء کو بھی کتاب کا ادب کرنے اور اسے اپنا دوست بنانے کی ہمیشہ تلقین کی۔ لہذا مذکورہ بالا گفتگو سے یہ ثابت ہوا کہ انسان اور کتاب کا تعلق قدیم ہے اور ایک اچھا اور باوقار اور مفید فردِ معاشرہ بننے کے لیے کتاب کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا اور اسے اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنانا انتہائی اہم اور ضروری امر ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی کتاب کے ساتھ بالخصوص اور تمام مفید کتابوں کے ساتھ بالعموم مضبوط تعلق قائم

ولایتِ علی درحقیقت ولایتِ محمدی ﷺ ہی ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں

اللہ نے بنو ہاشم سے حضور نبی اکرم ﷺ کو چنا، حضور نبی اکرم ﷺ نے بنو ہاشم سے علی المرتضیٰ ؓ کو چنا

ڈاکٹر فرخ سہیل

اعلان ولایت علی 18 ذی الحج (حجۃ الوداع) کا ایک تاریخ ساز فرمان مصطفیٰ ﷺ تھا، جس کا اطلاق تمام اہل ایمان پر قیامت تک کے لیے ہوتا ہے اور جو بھی ولایت علی کا منکر ہوگا وہ ولایت محمدی کا منکر قرار پائے گا جیسا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری لکھتے ہیں کہ

''مقام غدیر خم پر ولایت علیؑ کے مضمون پر مشتمل اعلانِ محمدی نے ابدالآباد تک کے لیے ثابت و ظاہر کردیا کہ ولایت علی درحقیقت ولایت محمدیؐ ہی ہے۔ بعثتِ محمدی کے بعد نبوت و رسالت کا باب ہمیشہ کے لیے بند کردیا گیا۔ لہذا تا قیامت فیض نبوت محمدی کے اجرا و تسلسل کے لیے باری تعالیٰ نے امت میں نئے دروازے اور راستے کھول دیئے۔ یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا تا آنکہ امتِ محمدیؐ میں آخری امام برحق اور مرکز ولایت کا ظہور ہوگا یہ سیدنا امام محمد مہدی ہوں گے جو بارہویں امام بھی ہوں گے اور آخری خلیفہ بھی۔''

اسی طرح الجامع الصحیح ترمذی کی یہ روایت ولایت علی پر ایک مستند ثبوت ہے کہ

''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ تم لوگ علی کے متعلق کیا چاہتے ہو؟ پھر فرمایا بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔''

امام احمد بن حنبل فضائل الصحابہ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سفر پر تھے ہم نے غدیر خم میں قیام کیا وہاں ندا دی گئی کہ نماز کھڑی ہوگئی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے لیے دو درختوں کے نیچے صفائی کی گئی۔ پس آپ نے نماز ظہر ادا کی اور حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی قریب تر ہوں انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

''جس جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ تو دوست رکھ جو اسے (علی) کو دوست رکھے اور اس سے عداوت رکھ جو اس سے عداوت رکھے۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور ان سے کہا ''اے ابن ابی طالب! مبارک ہو، آپ صبح و شام (یعنی ابدالآباد) ہر مومن و مومنہ کے مولا بن گئے۔''

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب ایک جگہ تحریر کرتے

لہذا حضرت علی المرتضیٰؓ سے نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصی محبت محض نسبی یا حسبی رشتہ داری کے باعث نہیں تھی بلکہ دینی سبقت اور اہم کارناموں کے باعث بھی یا پھر اس محبت کا باعث وہ خصوصی فضل الٰہی تھا جس کی بدولت مولیٰ علیؑ پیدا ہوتے ہی بارگاہ نبوت کے منظور نظر ہوگئے حتیٰ کہ اپنے چچاؤں پر بھی فضیلت لے گئے

ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ سے تین طرح کی وراثتیں جاری ہوئیں:

۱۔ خلافتِ باطنی کی روحانی وراثت

۲۔ خلافتِ ظاہری کی سیاسی وراثت

۳۔ خلافتِ دینی کی عمومی وراثت

ڈاکٹر صاحب کے مطابق خلافتِ باطنی کی روحانی وراثت اہلِ بیت اطہارؑ کے نفوسِ طیبہ کو عطا ہوئی اور خلافتِ ظاہری کی سیاسی وراثت خلفاء راشدین کی ذواتِ مقدسہ کو عطا ہوئی اور آخری خلفاء راشدین کی ذواتِ مقدسہ کو عطا ہوئی اور آخری خلعت یعنی خلافتِ دینی کی عمومی وراثت بقیہ صحابہ و تابعین کو عطا ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب مزید فرماتے ہیں کہ خلافتِ باطنی نیابتِ محمدی کا وہ سرچشمہ ہے جس سے نہ صرف دین اسلام کے روحانی کمالات اور باطنی فیوضات کی حفاظت ہوئی بلکہ اس سے امت میں ولایت و قطبیت اور مصلحیت و مجددیت کے چشمے پھوٹے اور امت اسی واسطے سے روحانیت محمدی ﷺ سے فیض یاب ہوئی۔

لہذا خلافت باطنی بھی علی مرتضیٰؓ سے ہی شروع ہوتی ہے اور اس کا فیض ائمہ اہل بیت اور امت کے اولیاء کاملین کو منتقل ہوتا چلا گیا۔

باب ولایت میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس امت میں (فاتح اول) ولایت کا دروازہ سب سے پہلے کھولنے والے فرد حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں۔ حضرت علیؓ کا راز ولایت آپ کی اولاد کرام میں سرایت کرگیا چنانچہ اولیائے امت میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی طرح حضرت علیؓ کے خاندانِ امامت سے وابستہ نہ ہو۔

شاہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

حضرت علی مرتضیٰؓ کے لیے شیخینؓ پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت و غوثیت، ابدالیت اور انہی جیسے باقی مقامات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے اختتام تک آپ ہی کی وساطت سے طے ہوتے ہیں۔ اہل ولایت کے اکثر سلسلے بھی جناب مرتضیٰؓ ہی طرف منسوب ہیں۔ بس قیامت کے دن بہت فرمانبرداروں کی وجہ سے جن میں اکثر بڑی بڑی شانوں والے اور عمدہ مرتبے والے ہوں گے حضرت علی مرتضیٰؓ کا لشکر اس رونق اور بزرگی سے دکھائی دے گا کہ اس مقام کا تماشا دیکھنے والوں کے لیے یہ امر نہایت ہی تعجب کا باعث ہوگا۔

مقام ولایت علی مرتضیٰؓ کی عظمت پر درج ذیل روایت جو حضرت عمرؓ کی زبان سے ادا ہوئی ثبوت ہے کہ ابن المسیب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے ارشاد فرمایا "اشراف (سادات) سے محبت اور مودت کرو اور گھٹیا لوگوں سے اپنی عزت کی حفاظت کرو اور جان لو کہ کوئی شرف و مرتبہ علیؓ کی محبت کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔

اور یہ تمام مقام و مرتبہ اس گھٹی کی سعادت تھی نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو طالبؓ سے مولی علی کو مانگ کر اپنی کفالت و تربیت میں لے لیا تھا اور یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی

کہ کسی بچے کو آغوش نبوی میسر آجائے۔ شرح خصائص علی میں درج ہے کہ پوری مخلوق سے اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے حضور اکرم ﷺ کو چنا اور حضور اکرم ﷺ نے بنو ہاشم سے سیدنا علی المرتضیٰؓ کو چنا۔ لہذا نبی کریم ﷺ انتخاب ایزدی ہیں اور مولا علیؓ انتخاب نبوی ہیں اور پھر یہی انتخاب نبوی مولیٰ علی کو تمام ہاشمیوں پر مقدم کر گیا۔

السنن الکبریٰ للنسائی میں ابو اسحاق کے حوالے سے ذکر ملتا ہے کہ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ خالد بن قثم سے دریافت کیا گیا آپ نے دادا (عباس بن عبدالمطلب) کو چھوڑ کر سیدنا علی کیسے رسول اللہ کے وارث ٹھہرے۔ حالانکہ آپ کے دادا حضور کے چچا ہیں انہوں نے کہا کہ علیؓ ہم سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ سے ملے اور ہم سب سے بڑھ کر آپؐ سے وابستہ رہے۔

اگرچہ فضائل علی بیان کرنے کے لیے بے شمار دفتر درکار ہیں لیکن یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی ہر میدان میں اولیت و سبقت آغوش نبوی کی ہی مرہون منت ہے۔ شرح خصائص علی میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی معنوی قربت کی افضلیت کے بارے میں درج ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خصوصی محبت کا ذکر ایسا معنوی قرب ہے جو نسبی، صحبتی اور تربیتی تمام قربتوں سے زیادہ اہم ہے اور اگر یہ قرب معنوی نہ ہو تو دوسری تمام قربتیں بیکار ہوتی ہیں اور کسی بھی نبی کی شان سے بعید ہے کہ وہ محض نسبی رشتہ داری کی بنا پر کسی سے محبت کرے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے نزدیک تو ایمان کا کمال ہی **الحب فی الله البغض فی الله** ہے۔

لہذا حضرت علی المرتضیٰؓ سے نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصی محبت محض نسبی یا حسبی رشتہ داری کے باعث نہیں تھی بلکہ دینی سبقت اور اہم کارناموں کے باعث بھی یا پھر اس محبت کا باعث وہ خصوصی فضل الٰہی تھا جس کی بدولت مولیٰ علیؑ پیدا

پوری مخلوق سے اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے حضور اکرم ﷺ کو چنا اور حضور اکرم ﷺ نے بنو ہاشم سے سیدنا علی المرتضیٰؓ کو چنا۔ لہذا نبی کریم ﷺ انتخاب ایزدی ہیں اور مولا علیؓ انتخاب نبوی ہیں اور پھر یہی انتخاب نبوی مولیٰ علی کو تمام ہاشمیوں پر مقدم کر گیا

ہوتے ہی بارگاہ نبوت کے منظور نظر ہوگئے حتیٰ کہ اپنے چچاؤں پر بھی فضیلت لے گئے اور یہ حدیث مبارکہ حب علی کے لیے بین ثبوت ہے کہ

قال رسول اللہ ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن بعدی.

کہ رسول اللہ نے فرمایا بے شک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

امام احمد بن حنبل، حضرت سعید بن وہب اور زید بن میثیع سے روایت کرتے ہیں کہ غدیر خم کے دن رسول اللہ ﷺ کو سیدنا علیؑ کی شان میں فرماتے ہوئے سنا تھا، کیا میں مومنین کی جانوں سے زیادہ انہیں محبوب نہیں ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ! جس کا میں مولی ہوں تو علی بھی اس کا مولیٰ ہے، اے اللہ! تو اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور تو اس سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے۔

آخر میں پروردگار عالم سے دعا کے وہ سب مسلمانوں کے دلوں کو حبِ خدا و رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ حبِ علی کی حلاوت و چاشنی سے بھر دے کیونکہ بقول امام شافعیؒ

علی حبہ جنۃ، قسیم النا والجنۃ
وصی المصطفی حقاً امام الانس والجنۃ

☆☆☆☆☆

کتاب بینی کے انسانی زندگی پر اثرات

کتب بینی علم میں اضافے اور پریشانیوں سے نجات کا نسخہ کیمیا ہے

قرآن مجید بہترین کتاب اور ایک بہترین دوست ہے

سمیہ اسلام

کتب بینی ایک نہایت مفید مشغلہ ہے۔ یہ علم میں اضافے اور پریشانیوں سے چھٹکارے کے لیے نہایت مؤثر نسخہ ہے۔ کہتے ہیں کتاب انسان کی بہترین دوست ہے۔ انسان جب بھی تنہا ہوتا ہے تو کتاب ایک بہترین ساتھی کا کردار ادا کرتی ہے۔ کتابیں صرف انسان کی بہترین دوست اور ساتھی ہی نہیں بلکہ علم کا خزانہ بھی ہیں۔ انگریز شاعر شیلے کہتا ہے کہ مطالعہ ذہن کو جلا دینے اور اس کی ترقی کیلئے بہت ضروری ہے۔ ابراہیم لنکن کا کہنا ہے کہ کتابوں کا مطالعہ ذہن کو روشنی عطا کرتا ہے۔ والٹیئر کا قول ہے کہ وحشی اقوام کے علاوہ تمام دنیا پر کتابیں حکمرانی کرتی ہیں۔ کتابوں کی سیاحت میں انسان شاعروں، ادیبوں، مفکروں اور داناؤں سے ہم کلام ہوتا ہے، جبکہ عملی زندگی میں احمقوں اور بے وقوفوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ صدیوں پہلے کے ایک عرب مصنف الجاحظ نے ایک پریشان حال شخص کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا:

کتاب ایک ایسا دوست ہے جو آپ کی خوشامدانہ تعریف نہیں کرتا اور نہ آپ کو برائی کے راستے پر ڈالتا ہے۔ یہ دوست آپ کو اکتاہٹ میں مبتلا ہونے نہیں دیتا۔ یہ ایک ایسا پڑوسی ہے جو آپ کو کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یہ ایک ایسا واقف کار ہے جو جھوٹ اور منافقت سے آپ سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

ان تمام اقوال سے کتب بینی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اچھی کتاب بہترین دوست ہے:

ہر اچھی کتاب انسان کا دوست ہوتی ہے، ساری زندگی میں انسان کی اخلاقیات کو سنوارتی رہتی ہے کتاب زندہ ہے پڑھنے والے بھی زندہ ہیں۔ یوں تو دنیا میں بہت سی کتابیں ہیں مگر جو سب کتابوں سے اچھی کتاب ہے دنیا و آخرت میں ہماری بہترین دوست ہے وہ کتاب قرآن پاک ہے اور قرآن پاک سب سے افضل کتاب ہے۔ اس کے فضائل تو اپنی مثال آپ ہیں یہ اللہ پاک کا مبارک کلام ہے، اس کا پڑھنا، پڑھانا، سننا، سنانا، سب ثواب کا کام ہے۔ اس کے فضائل احادیث مبارکہ میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے جس کی نزول پر مسلمانوں پر خیر و برکت کے دروازے کھل گئے۔ اس کے علاوہ دنیا میں بہت سی اسلامی کتابیں ہیں جنہیں ہم پڑھ کر دینی علم بھی حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی اصلاح بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنا چاہیئے خلفائے راشدین کو پڑھنا چاہیے بہت سی اسلامی کتابیں حاصل کرنی چاہیے اور علم حاصل کر کے دوسروں تک بھی پہنچانا چاہیے

اور ان تعلیمات پر عمل بھی کرنا چاہیے۔

ذوق مطالعہ اور قرآن:

اچھی کتاب واقعی بہترین دوست ہے اور اس کے بے شمار فوائد بھی ہم دیکھتے ہیں اور قرآن مجید بہترین کتاب اور بہترین دوست ہے۔ جو دوست ہوگا وہ ہم کو نفع دے گا، اور جو ہمیں نقصان پہنچائے بلاشبہ ہو ہمارا دشمن ہوگا، اور قرآن مجید اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والے کو بہت بہت بہت ہی زیادہ نفع پہنچاتا ہے تو پھر اس کو دوست نہ بنانا اس بندے کی کم عقلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔دیکھا گیا ہے کہ سالہا سال لوگ اسے پڑھتے ہیں اور سنا گیا ہے کہ انہیں خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا تو پھر اس کی سب سے بڑی وجہ یہی یہی دیکھا گیا ہے کہ انہیں صحیح پڑھنا نہیں آتا تھا۔ہم دنیا کے کسی کام کی مثال لے سکتے ہیں جیسے کمپیوٹر کا کام وہی کر سکتا ہے جو اسے چلا سکتا ہو،جب اس سے پوچھا جائے کہ یہ تمہیں کیسے آتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ سیکھا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ سیکھنا بہت ضروری ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں میں لکھنے پڑھنے کا ایک غیر معمولی ذوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ ذوق مذہب کے پس منظر میں پیدا ہوا تھا۔مگر ایک دفعہ پیدا ہوگیا تو صرف مذہب تک محدود نہیں رہا، بلکہ علم کی تمام شاخوں تک پھیل گیا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار برس تک مسلمان دنیا پر حکومت کرتے رہے۔ مسلمانوں کا زوال بھی جس واقعہ سے شروع ہوا وہ یہی تھا کہ بغداد اور اسپین میں مسلمانوں کی کتابوں کے ذخیرے یا تو جلادیے گئے یا پھر مسلمانوں کی شکست کے بعد عیسائیوں کے ہاتھ لگ گئے۔

کتابوں کی اہمیت ہر زمانے میں مسلم ہے:

کتابوں کی اہمیت، ان کی حیثیت، عظمت اور افادیت ہر زمانے میں مسلم رہی ہے۔ ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنھوں نے کتابوں کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ جن کے عظیم کارناموں کو دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی۔ ایوب بن شجاع کہتے ہیں کہ میں نے اپنا غلام عبداللہ اعرابی کے پاس انھیں بلانے کے لیے بھیجا غلام نے واپس آ کر کہا : میں نے انھیں اطلاع تو کردی ہے؛ لیکن وہ کہہ رہے تھے میرے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہیں ان سے فارغ ہوکر آتا ہوں؛ حالاں کہ وہ کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھے، کتابوں کے سوا وہاں کوئی نہ تھا۔ کچھ دیر بعد عبداللہ آئے تو ایوب نے ان سے پوچھا: تمہارے پاس تو کوئی نہ تھا پھر تم نے غلام سے یہ بات کیسے کہہ دی؟ عبداللہ نے جواب میں چند اشعار پڑھے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہمارے چند ہم نشیں ایسے ہیں جن کی باتوں سے ہم نہیں اکتاتے۔ موجودگی اور عدم موجودگی دونوں صورتوں میں ہم ان کے شر سے محفوظ رہتے ہیں اور ہمیں گذرے ہوئے لوگوں کے علم، عقل، ادب اور صحت رائے کا فائدہ دیتے ہیں۔ نہ ان سے کسی فتنہ کا اندیشہ ہے اور نہ بری صحبت کا۔ اور نہ ہم ان کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے ڈرتے ہیں۔ انھیں مردہ کہنے کی صورت میں آپ کو جھوٹا نہیں کہا جاسکتا۔ اور اگر آپ انھیں زندہ کہیں تب بھی آپ کو غلط اور بے عقل نہیں کہا جاسکتا۔ (کتابوں کی درس گاہ میں)

کتاب بینی کے انسانی زندگی پر اثرات:

کتاب بینی انسانی زندگی پر نہایت مثبت اثرات مرتب کرتی ہے جس کا اندازہ ایک کتاب دوست ہی لگا سکتا ہے۔جس نیا سے چکھا ہی نہیں وہ اس کی لذت کیسے جان سکتا ہے۔کتب بینی کے بے انتہا فائدے ہیں۔ محققین کا کہنا ہے کہ کتب بینی کی عادت ذہنی صحت کیلئے ایک اکسیر کا درجہ رکھتی ہے،اگر روزانہ بیس منٹ کسی اچھی کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو ڈیمنشیا اور الزائمر جیسی بیماریوں کا خطرہ 2.5 فیصد تک کم ہو جاتا ہے۔ کتب بینی کے یوں تو بے شمار فائدے ہیں، تاہم چند ایک چیدہ چیدہ فائدے یہ ہیں۔

کتاب بینی علم میں اضافہ کا باعث بنتی ہے

کتابیں انسان کے علم میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ کتب بینی سے معلومات اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔یادداشت میں وسعت اور معاملہ فہمی میں تیزی آتی ہے۔جس قدر کتابوں کا مطالعہ کیا جائے گا اس قدر علم زیادہ اور پختہ ہوگا۔ امریکا کی یونیورسٹی آف بفالو کی تحقیق کے مطابق فکشن بُکس پڑھنے سے دوسروں کی نفسیات کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ اور آپ بہ آسانی اپنے مخاطب کے احساسات اور جذبات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

کتاب بینی سے انسان کی تحقیقی اورتجزیاتی سوچ پروان چڑھتی ہے

کتاب بینی اس سے انسان کے اندر تحقیقی اور تجزیاتی سوچ پروان چڑھتی ہے،جس کے نتیجے میں انسان دینی، قومی اور بین الاقوامی امور پر ایک واضح سوچ رکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ ایک کثیر المطالعہ شخص کو کسی جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے متاثر نہیں کیا جاسکتا ہے، ایسا شخص بڑی تیزی سے کسی بھی معاملے کی تہ تک پہنچنے کی صلاحیت حاصل کرلیتا ہے۔

کتاب بینی سے انسان میں تحریر کی استعداد پیدا ہوتی ہے

مطالعہ سے فصاحت و بلاغت کی صفت پیدا ہوتی ہے اس طرح انسان میں لکھنے کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے اور پہلے سے لکھنے والے لکھاریوں کی تحریر میں مزید شگفتگی اور پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

کتاب بینی سے انسان کی قوت ارتکاز بہتر ہوتی ہے

مطالعہ سوچ و بچار اور قوت ارتکاز کی صلاحیت کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے جس سے انسان کی یاد داشت بہتر ہوتی ہے مزید برآں کتب بینی جذباتی ذہانت میں بھی اضافہ کا باعث ہے،جس کے نتیجے میں انسان اپنے جذبات کو کنٹرول کرنا سیکھ لیتا ہے اور انسان میں بردباری کی صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔

کتاب بینی انسان کو پر اعتماد بناتی ہے:

مطالعہ کے دوران انسان علماء اور حکماء سے ہم کلام ہوتا ہے جس سے اپنی ذات پر اعتماد پیدا ہوجاتا ہے اس سے عالی دماغ دانشوروں،مفکروں اور مایہ ناز شخصیات کی برابری کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

کتاب بینی سے انسان کی ذہنی اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے:

مطالعہ ذہنی اور اخلاقی تربیت کا ایک اہم ذریعہ ہے ہم جو کچھ پڑھتے رہتے ہیں وہ ہمارے دل و دماغ اور جسم و جان میں رچ بس جاتا ہے اور پھر ہمارے عمل کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔اس لئے ذہن کو صحت مند رکھنے کیلئے اچھی کتابوں کا مطالعہ اسی طرح ضروری ہے جیسے جسمانی فٹنس کو برقرار رکھنے کیلئے ورزش ضروری ہے۔

کتاب بینی سے انسان کو تنگ نظری اور تعصب سے بچاتی ہے:

وسیع مطالعہ انسان کو تنگ نظری اور تعصب کے بھنور سے نکال کر وسعت قلب عطا کرتا ہے جس سے انسان میں رواداری اور گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ اس سے نہ صرف انسان کا شعور بیدار ہوتا ہے بلکہ سوچ کا زاویہ بھی وسیع ہوتا جاتا ہے۔

کتاب بینی سے انسان اپنی خداداد صلاحیتوں کو پہچاننے کے قابل ہوجاتا ہے:

انسان اپنی خداداد صلاحیتوں کو پہچاننے کے قابل ہوجاتا ہے، یہ ایک ایسا فائدہ ہے جو ہرقسم کے فائدے سے

برتر ہے کیوں کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو افراد اپنی خداداد صلاحیتوں کو پالیتے ہیں اور ان کے مطابق ہی مشاغل کو اختیار کر لیتے ہیں، ایسے انسان ہی آسمان کے درخشندوہ ستاروں کا روپ دھارتے ہیں۔

کتاب بینی سے انسان اپنے مقصد حیات کو متعین کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے:

کتب بینی کے نتیجے میں انسان اپنے مقصد حیات کو متعین کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، جو ایک بامقصد زندگی گزارنے کیلئے از حد ضروری ہے۔مطالعہ کے دوران کسی ایسے فرد کی زندگی کے بارے میں پڑھنا جو اپنی زندگی میں آنے والی رکاوٹوں کو عبور کرکے اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے،درحقیقت آپ کے اندر اپنے مقاصد کے حصول کے لیےعزم کو بڑھا دیتا ہے جس سے انسان کو ایک گونہ تحریک ملتی ہے اور اپنے مقصد میں کامیابی کے حصول کیلئے جستجو میں لگ جاتا ہے۔

درج بالا فوائد کے علاوہ بھی کتاب بینی کے بہت سے فوائد ہیں مثلاً مطالعہ سے غم اور بے چینی دور ہو جاتی ہے۔مطالعہ کے دوران میں انسان جھوٹ بولنے اور فریب کرنے سے بچا رہتا ہے۔مطالعہ کی عادت کی وجہ سے انسان کتاب میں اتنا منہمک رہتا ہے کہ سستی اور کاہلی سے مغلوب نہیں ہونے پاتا۔مطالعہ سے ذہن کھلتا ہے اور خیالات میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔مطالعہ کرنیوالا دوسروں کے تجربات سے مستفید ہوتا ہے اور بلند پایہ مصنفین کا ذہنی طور پر ہمسفر بن جاتا ہے۔مطالعہ کرنے والا اوقات کے ضیاع سے محفوظ رہتا ہے۔ مطالعہ سے وسوسہ اورغم دور ہوتا ہے۔ ناحق لڑائی جھگڑے سے حفاظت رہتی ہے۔ فارغ اور بے کار لوگوں سے بچاؤ رہتا ہے۔ زبان کھلتی ہے اور کلام کا طریقہ آتا ہے۔ذہن کھلتا ہے اور دل تندرست ہوتا ہے۔علوم حاصل ہوتے ہیں۔لوگوں کے تجربات اور علماء وحکماء کی حکمتوں کاعلم حاصل ہوتا ہے۔ دینی کتب کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔لوگوں کی آپسی دوستی کا نتیجہ فساد اور بگاڑ ہوا کرتا ہے، مگر کتاب کی دوستی سے روح کو تازگی اور طبیعت کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ انسانی ذہن وفکر کی آبیاری ہوتی ہے، تہذیب و ثقافت کے عمدہ سانچے میں ڈھلنے کی ترغیب ملتی ہے۔قوموں کے عروج وزوال کے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔ تاریخ کی برگزیدہ شخصیتوں سے ملاقات ہوتی ہے اور ان کے تجربات سے استفادہ کا موقع ملتا ہے۔

کتاب کا عالمی دن:

23اپریل ہر سال عالمی یوم کتاب منایا جاتا ہے۔ دنیا میں سو سے زیادہ ممالک میں کتابوں اور کاپی رائٹس کا عالمی دن منایا جاتا ہے اس دن کا مقصد کتاب بینی کے شوق کو فروغ دینا اور اچھی کتابیں تحریر کرنے والے مصنفین کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ عالمی یوم کتاب کے موقع پر بک سیلرز اور پبلشرز کتابوں پر زیادہ ڈسکاؤنٹ دے کر اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ بہت ساری کتابیں مفت بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔

کتاب بینی اور لمحہ فکریہ:

اگر ایک شخص روزانہ ایک گھنٹہ مطالعہ کرے اور ایک گھنٹہ میں 20 صفحات کا مطالعہ کرے تو ایک ماہ میں 600 صفحہ کی کتاب پڑھ سکتا ہے اور ایک سال میں 7200(سات ہزاردوسو) صفحات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔بالفرض ایک شخص کی عمر 65سال ہو اور وہ اپنی تعلیم سے فارغ ہوکر 25سال کی عمر میں مطالعہ شروع کرے اس طرح وہ 40سال مطالعہ کرے گا اور اس مدت میں(دو لاکھ اٹھاسی ہزار) صفحات پڑھ ڈالے گا، اوسطاً اگر ایک کتاب 80صفحہ کی ہو تو اس دوران 3600 کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ ذرا اندازہ کیجیے اتنی کتابوں کے مطالعہ کے بعد آپ کےعلم اور نالج کی کیفیت کیا ہوگی؟اور اس علم کا آپ کی اپنی ذات کو آپ کے بچوں کو کس قدر فائدہ ہوگا۔ ملک وملت کا جو فائدہ ہوگا وہ

الگ ہے۔

گیلپ سروے کے مطابق پاکستان میں بیالیس فیصد کتب بین مذہبی بتیس فیصد عام معلومات یا جنرل نالج چھبیس فصد فکشن اور سات فیصد شاعری کی کتابیں پڑھتے ہیں۔

گیلپ پاکستان کی طرف سے کیئے جانے والے ایک اور سروے کے مطابق ملک میں 39 فیصد پڑھے لکھے افراد کتابیں پڑھنے کے دعویدار ہیں جبکہ 61 فیصد کا کہنا ہے کہ وہ کتابیں نہیں پڑھتے ہیں۔ پاکستان میں کتب بینی کے فروغ نہ پانے کی وجوہات میں کم شرح خواندگی صارفین کی کم قوت خرید حصول معلومات کے لئے موبائل انٹرنیٹ اور الیکٹرونک میڈیا کا بڑھتا ہوا استعمال اچھی کتابوں کا کم ہوتا ہوا رجحان حکومتی عدم سرپرستی اور لائبریریوں کیلئے مناسب وسائل کی عدم فراہمی کے علاوہ خاندان اور تعلیمی اداروں کی طرف سے کتب بینی کے فروغ کی کوششوں کا نہ ہونا بھی شامل ہے۔

کتب بینی کے رجحان میں کمی کا ایک اہم سبب ہمارا تعلیمی نظام اور تدریسی نظام کی دن بہ دن گرتی ہوئی صورت حال ہے۔ ہمارے ہاں مطالعہ کی عادت نا قابل یقین حد تک زوال کا شکار ہے۔ اگرچہ جدید ٹیکنالوجی سے تعلیم کی شرح میں اضافہ ضرور ہوا ہے، لیکن اس سے کی بدولت کتب بینی کی شرح بھی گرگئی ہے۔ ہرگزرتے دن کے ساتھ ہمارے ہاں یہ شوق ماند پڑتا جارہا ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں کتاب پڑھنے کا کلچر پہلے ہی کم تھا اب جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے مزید کم ہوتا جا رہا ہے اور نوجوان نسل لائبریریوں کی جگہ گیمنگ زون اور ہاتھوں میں کتاب کی جگہ موبائل فونز، ٹیبلیٹ، آئی پیڈ اور لیپ ٹاپ تھامے نظر آتی ہے۔ اگرچہ نجی سطح پر کتب میلوں کا انعقاد کیا جا رہا ہے، تاہم ان میلوں میں بھی نوجوان کتابیں خریدنے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ کتاب بہترین دوست ہے کی پرانی کہاوت کو ٹیکنالوجی کی نئی لہر نے تبدیل کرکے موبائل فون بہترین دوست میں تبدیل کر دیا ہے، اور وہ نوجوان جو پہلے اپنا وقت کتب بینی میں گزارتے تھے اب وہی وقت جدید آلات اور انٹرنیٹ پر سرفنگ میں ضائع کر رہے ہیں۔ اخلاقی گراوٹ اور معاشرتی پسماندگی کی بنیادی وجہ بھی کتب بینی کا فقدان ہے۔

ماحصل:

کتب بینی انسان کی غم خوار ومددگار، انسانی ضمیر کو روشنی بخشنے والا قندیل، علم وآگہی کا بہترین زینہ، تنہائی کی جاں گسل طوالت کی بہترین رفیق، زندگی کی ناہموار راہوں میں دلنواز ہم سفر اور اضطراب و بے چینی کی معالج بھی ہے۔ جب انسان گردشِ زمانہ، زندگی کے تلخ واقعات اور ذاتی مشکلات کے ہجوم میں الجھ کر مایوس لمحات کے اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے زندگی کی پرلطف نعمتوں سے بہرہ مند نہیں ہوپاتا تو اس وقت کتابی حروف کی سرگوشیاں سفید صفحات کے کالے پیلے نقوش اندھیروں میں روشنی لے کر ناامیدی میں امید کی کرن لے کر گم کردہ منزل کو راہیں سمجھاتی ہیں اور انسان تاریکیوں سے نکل کر روشنی میں آ جاتا ہے۔ اور اس روشنی میں اپنی شخصیت کو سمجھنے لگتا ہے۔ اپنی اچھائی اور برائی سے باخبر ہونے لگتا ہے۔

آج کل کتابیں پڑھنے کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں کتابیں پڑھنی چاہیے تاکہ آنے والے دنوں میں بچے بھی کتابیں پڑھیں۔ لازماً بچے وہی کرتے ہیں جو اپنے بڑوں کو کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ قصے، کہانیاں، تاریخی کتابیں، اس کے علاوہ دیگر علوم کی کتابیں پڑھنی چاہیے۔ جو مستحق نہیں اگر انہیں شوق ہے تو انہیں لے کر دینی چاہیے۔

اے کتاب : ہم تیری عظمت واہمیت کو سلام کرتے ہیں اور تیری رفاقت ودوستی اختیار کرنے کا عزم مصمم کرتے ہیں، کیونکہ:

سُرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

☆☆☆☆☆

اللہ کا پیغام انسانوں تک کتاب کے ذریعے پہنچا

مسلمان کے لئے پڑھنا سنت اور عبادت ہے

آڈیو بک اور یوٹیوب لیکچرز نے علوم تک رسائی آسان بنادی

علم کے سمندر بھی پی لئے جائیں تو انسان پھر بھی طالب علم رہتا ہے

نورالہدیٰ

خدا کی تخلیق کردہ یہ کائنات ایک بہت بڑی کتاب ہے۔ اگر انسان کے پاس دوراندیشی کی صلاحیت ہو تو اس کے لیے ہر منظر ہی ایک کتاب ہے، ہر انسان ہی ایک کتاب ہے۔

اس کائنات کے مالک نے اپنا کلام انسانوں تک بھی کتابوں کے ذریعے منتقل کیا۔ کتاب کی تاریخ بہت زیادہ پرانی ہے انسانوں نے اپنا حاصل کردہ علم آنے والی نسلوں تک پہنچانے کے لیے لکھنا شروع کیا اور یوں کتابیں بنتی چلی گئی۔ کسی بھی انسان کے لئے سیکھنے کا سب سے اہم ذریعہ کتاب ہے اچھی کتابوں کو پڑھنے والے طالب علم ایک دن صاحب کتاب بن جانے کے قابل ہوتے ہیں۔ کتاب ایک طالب علم کی سوچ وسیع کرتی ہے۔ صدیوں پرانے تجربات زندگی سے حاصل کیا گیا علم ان کو چند صفحات میں مل جاتا ہے جس کی بنا پر انسان کم عمر میں ہی عقل کے اعلی ترین بلندیوں کو چھو لینے کے قابل بن جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کتاب ایک طالب علم کی سب سے اچھی دوست ہوتی ہے کیونکہ وہ طالب علم کی زندگی میں اچھے کام کرنے اور ناکامیوں سے بچنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ اچھی کتاب شروع کرنے سے پہلے کا شخص کتاب ختم ہونے تک ایک مختلف اور بہتر شخص بن چکا ہوتا ہے۔ طالب علموں کے لئے لیے ایک کہاوت ہے۔

A room without books is a body without soul

کتاب ایک بہت بڑی صحبت ہے یہ ہر فتنے سے بچا لیتی ہے یہ ہمیں اُس دور میں لیے جاتی ہے جس کا یہ ذکر کر رہی ہوتی ہے۔ قرآن کی تلاوت کر رہے ہوں تو یہ ہمیں اللہ کی یاد دلاتی ہے اور فتنہ سے بچا لیتی ہے۔ حدیث پڑھ رہے ہوں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں لے چلتی ہے اور صحابہ کرام کی صحبت میں بیٹھے حاضری ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری فرماتے ہیں کہ جس طرح مرتے دم تک ہم کھانا نہیں چھوڑ سکتے، اسی طرح ہم کتاب سے تعلق مرتے دم تک نہیں توڑ سکتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے دنیا سے سیکھ لیا ہے، کہ ہم پڑھے پڑھائے ہیں مگر پڑھا پڑھایا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ کتابوں اور لیکچرز کے ذریعے ہر انسان کو چاہیے کہ طالب علم بنے ۔ ہمارے آقا ﷺ طلب علمی میں رہے اللہ تعالی کی ذات ان کو علم دیتی رہی اور حضور ﷺ لیتے رہے۔ شیخ الاسلام پوچھتے ہیں کہ وہ کیسا مسلمان ہے وہ شخص جو پڑھنے سے دلچسپی نہیں رکھتا؟

بحیثیت مسلمان پڑھنا ہماری عبادت ہے کیونکہ یہ سنت ہے۔ باقی دنیا پڑھے یا نہ پڑھے، ہم پر لازم ہے کہ ہم پڑھنے کو زندگی کا اہم حصہ بنا لیں۔ قرآن کی پہلی وحی کا پہلا لفظ ہے "اقرا" "پڑھیے"!۔ تو جو شخص مسلمان ہوکر پڑتا نہیں، اس کا قرآن کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ لفظ "قرآن " کا مطلب ہے "جو پڑھا گیا "اور "جو پڑھایا گیا"۔ اللہ نے

ہماری مقدس کتاب کا نام پڑھانے والا رکھا یعنی پورا دین ہی پڑھنے اور پڑھانے سے متعلق ہے۔ ایک اور خطاب میں شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ طالب علم کے لیے کتاب ری انفورسمنٹ کا ذریعہ ہے۔ کتاب کے ذریعے طالب علم، علم حاصل کرتا رہتا ہے اور انسانیت کے درجے میں بہتری کی طرف قدم بڑھاتا رہتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جب آپ ایک کتاب کھولتے ہیں تب آپ نئی دنیا کھولتے ہیں۔ کتابیں علم، غوروفکر کی دعوت، زندگی کی رہنمائی، محبت، خوف، عبادت اور بہترین نصیحت سے بھرپور ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اگر ہمارے آباؤ اجداد میں سے غور وفکر کرنے والے طبقے نے اپنے علم کو کتابی شکل میں محفوظ نا کیا ہوتا تا تو آج انسانیت کہاں ہوتی؟

جدید تحقیقات کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ جو طالب علم کتاب سے پڑھتے ہیں وہ زیادہ علم حاصل کرتے ہیں بجائے ان کے جو سکرین سے پڑھتے ہیں۔ لائبریری سے کتابوں کی خریداری اور امتحانوں میں کامیابی کے ایک تجزیہ کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جو طالب علم زیادہ کتابیں لیتے ہیں وہ بہتر گریڈ حاصل کرتے ہیں بجائے ان طلبہ کے جو کتابیں نہیں لیتے۔

ایک اور ریسرچ کے مطابق کتابیں پڑھنے کا شوق رکھنے والے طالب علم بہتر جی پی اے حاصل کرتے ہیں اور ان طالبعلموں کو میڈیا کے بارے میں زیادہ معلومات ہوتی ہے بالمقابل ان طالب علموں کے جو کتابیں پڑھنا پسند نہیں کرتے۔ بہت سی تحقیقات کا ایک منٹ این ایس اس چیز کی طرف نشاندہی کرتا ہے کہ کتاب ڈیجیٹل میڈیا سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

علم حاصل کرنے کے مختلف طریقے انسان اپنا سکتا۔ ایک شخص جس کو پڑھنے کا شوق نہیں ہے لیکن وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو آج کے دور میں اس کے پاس بہت سے طریقے موجود ہیں۔ وہ کسی علم والے کو سن کر علم حاصل کر سکتا ہے، کسی کتاب کی آڈیو بک سن سکتا ہے، پریزنٹیشنز کے ذریعے، اینیمیشنز کے ذریعے، وہ علم حاصل کرنے کو اپنے لئے آسان بنا سکتا ہے۔ جب یہ ساری سہولیات موجود ہیں پھر کتاب پڑھنے پر آج بھی اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے؟ کیوں وہی پرانے طریقوں سے ہم بھی علم حاصل کریں کہ جن سے ہمارے آباء واجداد نے حاصل کیا۔

ہمارے آباؤ اجداد کے پاس جدید ٹیکنالوجی نہیں تھی لیکن ہمارے پاس ہے اس سوال کا جواب جورڈن پیٹرسن، ایک مشہور کینیڈا کے ماہر نفسیات، ایک انٹرویو میں دیتے ہیں۔

وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک کتاب اور ایک لیکچر میں فرق ایسا ہے جیسا ایک تصویر اور ایک پورٹریٹ میں۔ ایک عام تصویر ایک لمحہ خود کے اندر روک لیتی ہے جبکہ ایک پورٹریٹ تفصیل سے بھرپور ہوتا ہے۔ پورٹریٹ میں تصویر کے ہر ایک ایک جز پر ہفتوں اور مہینوں محنت کی جاتی ہے اور پورٹریٹ پر بہت سی تہیں موجود ہوتی ہیں۔ عام تصویر اور پوٹریٹ دیکھنے میں تو ایک طرح ہی معلوم ہوتے ہیں مگر پورٹریٹ میں ایک گہرائی موجود ہوتی۔ ایک کتاب آپ کو سوچنے کا موقع دیتی ہے اور پھر دوبارہ سوچنے کا موقع دیتی ہے۔ تو ایک کتاب میں آپ وہ گہرائی حاصل کرسکتے ہیں جو دنیا کے اور انسانی تاریخ کے کسی اور طریقے میں حاصل کی نہیں جا سکتی۔

آڈیو بک اور یوٹیوب لیکچر ہمارے دور میں طالب علموں کے لیے ایک بہت بڑا اثاثہ ہیں اور یقیناً بے حد فائدہ مند ہیں۔ ان سے اکثریت تک ان کی رسائی آسان ہوجاتی ہے۔ کتاب پڑھنے کو آج بھی بہتر اس لیے سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایک انسان واقعی کتاب پڑھنا جانتا ہے تو وہ یہ بات جانتا ہے کہ سننے سے زیادہ جلدی پڑھا جا سکتا ہے تو کتاب پڑھنے سے وقت بچتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس عمل کی اہمیت کے بارے میں بہت کم بتایا جاتا ہے کہ لکھنا اور پڑھنا کیوں اس قدر ضروری ہے کہ سب سکولوں میں اور مدارس میں یہی دو عمل بہت زیادہ سکھائے جاتے ہیں۔ جو انسان ایک کتاب پڑھ سکتا ہے اور پھر اپنے الفاظ کو بہتر طریقے سے لکھ سکتا ہے تو ایک عام بات نہیں یہ ایک سپر پاور ہے۔ ایسی شخصیات کے پاس بیٹھ کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ عقل اور سوچ کے بہت اعلی درجے پر ہیں اور جس طرح سے وہ ایک جملہ کہتے ہیں اس میں ایک ربط ہوتا ہے اور حکمت ہوتی ہے بجائے ان لوگوں کے کہ جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔

جورڈن پیٹرسن کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے ہی معمول رہا ہے کہ اپنے شوق سے کتاب پڑھنے والے لوگ اقلیت میں ہوتے ہیں، اکثریت میں نہیں ہوتے۔ لوگوں کی وہ اقلیت جو شوق سے کتاب پڑھتی ہے اس اقلیت میں سے بھی ایک اقلیت کتابیں خریدتی ہے۔ لہذا کتابیں پڑھنے کا عمل ہمیشہ سے اقلیت کا عمل رہا ہے۔

23اپریل کو ورلڈ بک ڈے منایا جاتا ہے یہ دن مصنفین , کتابیں اور سب سے اہم پڑھنے کی اہمیت واضح کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ اور یہ دن کتاب کی محبت طالبعلموں میں اجاگر کرنے کے لیے منایا جاتا ہے کتاب پڑھنے کے لطف کا پیغام سب لوگوں کو پہنچایا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ایک بہترین نظریہ پیش کرتے ہیں کہ طالب علم سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس میں جو پڑھتے ہیں وہ اصل علم نہیں ہوتا۔ پھر ذہن میں سوال آتا ہے کہ پھر وہ سب کیا ہے؟ تو فرماتے ہیں کہ وہ حصول علم کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے۔

وہ پورا دور جو کہ آٹھ، دس، سولہ یا اٹھارہ سال پر محیط ہے وہ دراصل علم تک پہنچنے، علم کو حاصل کرنے کے طریقے اور اس کو حاصل کرنے کے تقاضے سکھانے کا دور ہوتا ہے ۔ فرماتے ہیں علم صحیح معنی میں فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے۔

فراغت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دراصل علم سے کوئی فارغ نہیں ہو۔ اگر ایک شخص علم کے سمندر بھی پی لے پھر بھی وہ ایک طالب علم ہی رہتا ہے۔ جس طریقے سے ہم نے کچھ علم حاصل کیا اور فارغ ہوگئے وہ درحقیقت علم نہیں تھا کیونکہ علم سے فارغ تحصیل نہیں ہوا جا سکتا وہ تحصیلِ علم کے طریقے کی سکھائی سے فارغ ہوتا ہے۔ پھر وہ شخص اس قابل ہوتا ہے کہ اب وہ اس طریقے کو استعمال کر کے حقیقت کا علم حاصل کر سکے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ایک طالب علم مقررہ نصاب پڑھتے ہوئے علم کے سمندر تو کیا علم کی اگر کوئی ندی بھی ہو تو اس میں بھی غوطہ زنی نہیں کرتا۔ یہ اسی طرح ہے کہ اگر کوئی تیراک بننا چاہتا ہے تو اس کا استاد اس سے ایک، دو، دس سبق دیتا ہے۔ وہ سیکھنے سے وہ طالب علم تیراک بن نہیں جاتا وہ بس تیراکی سیکھ جاتا ہے۔

پھر جو معلومات طالبعلم نے حاصل کی ہے اس کو وہ استعمال میں لاتا ہے۔ قائد فرماتے ہیں کہ معلومات منتشر ہوتی ہے اور علم منتشر نہیں ہوتا۔ جب وہ اس معلومات کو استعمال میں لاتا ہے پھر تمام متفرقہ معلومات کو اجتماعی طور پر استعمال کرتا ہے تب ہی وہ صحیح معنوں میں علم حاصل کرتا ہے۔

قائد فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے دور میں تو بندہ معلومات میں بھی داخل نہیں ہوتا طالبعلم کے مقرر کردہ اسباق تو دراصل محض علم حاصل کرنے کے قواعد وضوابط ہیں۔ یہ دور درحقیقت بے حد اہم ہے کیونکہ یہ علم حاصل کرنے کی فونڈیشن اور اس کی بنیاد ہے۔

اس کے بعد اگر کوئی شخص علم کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو حاصل کرسکتا ہے اور اگر حاصل کرنا نہیں چاہتا تو طریقہ بھی رفتہ رفتہ بھول جاتا ہے۔

کتابیں بہت سے غیر متوقع طریقوں سے فائدہ مند ہیں کتابیں اپنے اندر ایک طالب علم کی زندگی بدلنے کی استطاعت رکھتی ہیں ، کتابیں ہماری سوچ کو پر لگا دیتی ہیں، ہماری آنکھیں دل اور دماغ کھول دیتی ہیں ، ایک اچھی کتاب ایک اچھی دوست ہوتی ہے۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ ایک طالبعلم نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں البتہ اس سے فرق ضرور پڑتا ہے کہ اس نے اس کتاب سے کتنا سیکھا ہے۔

کتاب ایک طالب علم کی لُغت اور اس کے بولنے کے انداز کو بہتر کرتی ہے اور انسان کی زندگی کا اہم ترین جز ہے۔ کتاب دراصل طالب علم کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، اس کو ہمت دیتی ہے کہ وہ زندگی کی مشکلات سے کس طرح لڑ سکے اور طالب علم کو سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔

کتاب طالب علم کو کو یہ سکھاتی ہے کہ دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں اور اس کو اپنے اندر موجود قوت سے روشناس کرواتی ہے، کتاب ایک علم کے متلاشی کی زندگی کو روشن کرتی ہے اور اسے دماغ کی خودساختہ حدوں کو پار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

تیرے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر ساز فطرت میں نوا کوئی

☆☆☆☆☆

International Center of Excellence
Join ICE to Break ice

Minhaj University Lahore

STANDARD SPOKEN GERMAN

BUSINESS SPOKEN ARABIC

TRAINER:

Mr. Qasim Khan is a highly skilled speaker of multiple languages, i.e. Arabic, English, German. He is formally educated in Arabic, English & German from different institutions in Palestine (Birzeit University), Jordan(Institute of Arab Culture), Egypt(al-Azhar University) & Germany (Freie Universität Berlin). Mr. Khan is a seasoned professional & has extensive knowledge of Arabic dialects & culture, & is also a German Linguist & well trained German Instructor.

Registration Fee:
Rs. 15,000
Course Duration:
12 Weeks

Registration Fee:
Rs. 15,000
Course Duration:
12 Weeks

German Speaking Countries

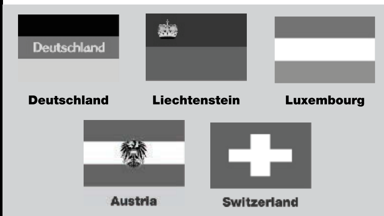

الدول الناطقة بالعربية

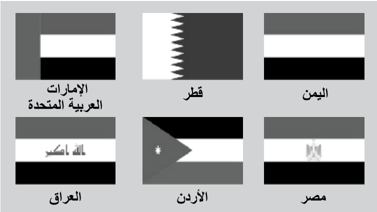

This course opens the doors for YOU to an amazing array of OPPORTUNITIES

For Registration
+92 306 1420067

@ice.minhaj
@ice.minhaj

www.ice.mul.edu.pk
@iceTrainings

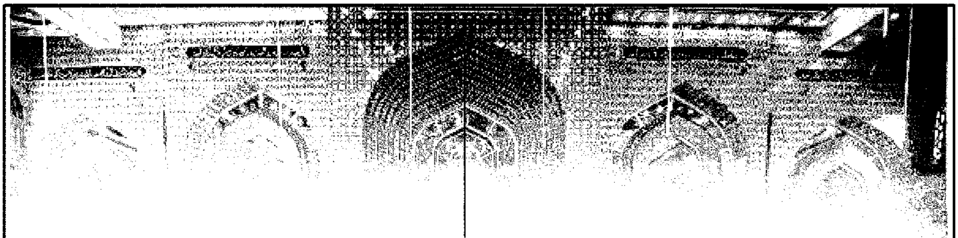

HEALTHY RAMADAN

Month of self control, self discipline and Secrifice

Kanita Salahu ddin

The Holy month of Ramadan is the ninth month of the Islamic calendar and is the time when many Muslims across the world fast during daylight hours for 29-30 days.

Ramadan 2021 is expected to start from the 12th of April,2021.

Ramadan is often seen as a time to practice self-control, self-discipline, and sacrifice to ensure empathy within one's self, for those less fortunate than that of many among us.

Fasting is obligatory on all healthy Muslims (except children), there are exemptions for those who are ill or whose health could be affected by fasting, for example, pregnant or breastfeeding women and people with diabetes.

Ramadan can become a good time to make changes for improvement of personal diet that can make one create sustainable healthy lifestyle.

The below-mentioned simple guidelines can assure one to lose weight, thereby decreasing one's blood pressure and cholesterol. However, over-indulging oneself in Iftar or sehri meals can certainly cause weight gain.

IFTAR: While breaking the fast, going for plenty of fluids, low fat, fluid-rich foods and foods containing some natural sugars for energy is essential, but avoiding consumption of a lot of foods or drinks with added sugars is necessary at the same time. Below are some examples:

" WATER: Human body can not preserve water, some amount of water is lost during urination and perspiration. Interestingly, even breathing can cause one to experience mild dehydration. So it is important to drink fluids to replace what

one lost during the day (at least 10 glasses). By adding watermelon in one's sehri meal or as sweet dessert after Iftar, one can ensure hydrating foods to maintain one's fluid balance. Green salads, like tomato or cucumber, can also help one in staying hydrated. Likewise, avoiding caffeinated drinks like coffee cola and tea, which may increase the urinary frequency in many people is essential to avoid dehydration.

" DATES: these are the sources of natural sugar and are an excellent source of fiber, hence, one must use at least three dates to break one's fast. No wonder why this practice has remained a healthy and traditional way for many decades. Incorporation of plenty of vegetables is essential for provision of vital vitamins and nutrients. One should choose whole grains, that provide one's body with energy and fibre. Enjoying grilled or baked lean meat, skinless chicken and fish, is also good to get a good portion of healthy protein. In general, one must avoid fried and processed foods because of their excessive fat or sugar.

" FRUITS: fruit provides natural sugars, fluid, vitamins and minerals that assures energy. Avoidance of too many sweets after Iftar meal, like sugar syrups, that can add calories to one's diet can leave one with fewer diet options, nevertheless, one can use water containing fruits like watermelon, peach or nectarine to replace them.

SOUP: A lighter way to break the fast and provides fluid, nutrients, and energy than many other practices.

" Choose whole grains, which provide the body with energy and fiber. Moreover, picking plenty of vegetables for acquisition of vital vitamins and nutrients, alongside enjoying grilled or baked lean meat, skinless chicken and fish, to get a good portion of healthy proteins and mineral can help one to maintain balanced diet. In general, avoidance of fried and processed foods is key to nutritious diet as they contain high values of fat or sugar.

" One must try to curtail the consumption of foods rich in fat like fatty meats, pastry, margarine or butter. Instead of frying, one can use other methods of cooking, such as steaming, cooking in sauce or stir-frying in a small amount of oil and baking.

" One should eat slowly, and appropriately to one's needs. Heavier meals can cause heartburn and discomfort.

"   One should ensure physical activity, as much as possible, and should try to maintain activeness in the evenings too. For example, a regular daily walk.

"   SEHRI: it should constitute lighter meals such as greener vegetables, carbohydrates that can be bread or bread roll made of whole wheat, and protein-rich food in form of dairy products (cheese that is not salty) or egg.

"   OATS- these are whole grains and one should choose porridge, as it will also provide fluids due to its milk or water content. One should use fresh or dried fruits, nuts or seeds as toppings.

"   CEREALS: These ingredients provide plenty of fiber, as these are often fortified with vitamins and minerals, thereby providing extra nutrients. Because these are consumed with milk, one also gets fluid and nutrients like calcium, iodine and b vitamins.

"   YOGURT- it is an upright thing to include it for sehri meal, as it provides nutrients like protein, calcium, iodine and vitamins and also contains fluid. One can combine it with cereal and fruit.

"   BREADS: these go with wholegrain options as these provide more fibre, for example wholemeal toast or chapattis. One must avoid combining bread with salty foods like hard cheese, or preserved meats. Instead, one should try nut butters (without added salt), soft cheese, or banana. As bread is fairly dry, one must make assure drinking plenty of water or other fluids alongside. However, one can have fluid-rich foods such as a lentil soup, whose consumption is a traditional food during sehri in some countries.

"   Sidestep foods containing large amounts of salt. Salt stimulates thirst, thus, it's a pragmatic idea to avoid consumption of a lot of salty foods. Usage of various herbs to enhance the flavor of cooked foods is also a sensible practice to stay healthy.

☆☆☆☆☆

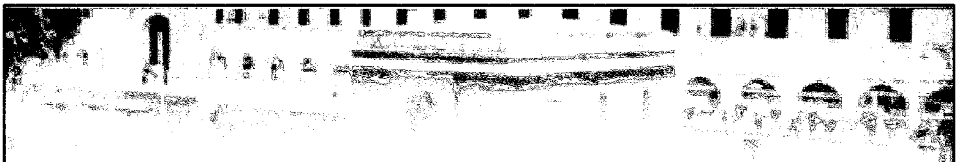

Iqbal as an Economist Thoughts and views

Hadia Saqib Hashmi
Research Associate, ICRIE

Iqbal, the great thinker of Islam, was the first economist of the Indo-Pakistan subcontinent to raise his voice against the exploitation of Muslims by domestic and foreign classes controlling the means of production. It was not an easy task to open one's mouth on such matters in the late nineteenth or early twentieth century against foreign imperialists who held Muslims responsible for the War of Independence (1857), and clamped censorship and other restrictions on speeches and writings. Yet Iqbal picked up courage to expose the designs of the alien rulers working under the cloak of "Imperial Liberalism" even when he was only a student at the Government College, Lahore, and used to recite his poetry in the annual gatherings of the Anjuman Him?yat-i Islam. In the beginning he composed his verses in the traditional low key but gradually he changed his tune until his thunders rocked the British Empire and finally ripped open the Imperial Crown glittering with the Koh-i N?r snatched from the Muslim Emperors of India.

Iqbal started his career in 1899 as a teacher of history and philosophy, at the Lahore Oriental College. It was in 1903 that he wrote a book on Economics in Urdu: 'Jim al-Iqtis?d. That was the time when the classics of Adam Smith, John Stuart Mill, Ricardo, Alfred Marshall and Taussig were taught all over Europe. But in the Indo-Pakistan subcontinent even teachers and scholars had only a hazy idea of this subject

This publication established Iqbal as the first Muslim economist of the subcontinent. In the absence of a technical dictionary from English into Urdu it was no; easy to write or translate a book on Economics. Yet credit goes to Iqbal that he, not only introduced the subject in as simple a language as possible, but

also, for the first time in the history of Urdu literature, rendered economic terms and terminologies into Urdu which served as a beacon light for the next generation of writers on Economics.

Iqbal was of view that "Poverty Affects Human Soul". This revealed as his new compilation. He has included thought-provoking suggestions and marginal notes at various places which bespeak of his ingenuity and inquisitive mind. He has written an introduction which, in later years, proved a landmark in the political history of the subcontinent. He underscored the relations between economic activity and human psychology and raised the question of the effect that a man would have on his body and mind if he is unable to meet both ends meet. And then he himself provided the answer saying that poverty affects human soul very deeply. "The mirror of soul is tarnished," he wrote, "and man is reduced to nonentity both morally and socially". Iqbal felt deeply at the poverty of people in the Indo-Pakistan subcontinent in the post-1857 war period. "Is poverty indispensable in the present-day world economic order'? Is it not possible that the heart-rending bewailing of the poor in the streets of India are silenced for ever? Is it not possible that the heart-moving and pathetic scenes of poverty are effaced from the world map for ever?

Iqbal continued his contemplation on questions he had raised in his treatise on Economics as far back as 1903, and found the answer in I930 when he delivered his famous address at the Allahabad session of the All-India Muslim League. At that time the poverty of India and especially of Muslims had touched the rock bottom as a result of the British policy of Imperial Preferences to shift the burden of the world economic crisis (i.e. Great Depression) of 1929-30 to the colonies. India had to resort to large scale cut in public expenditure. The most to suffer were Muslim employees, labourers and business men who were already living on margin.

It was Iqbal who issued a clarion call for the creation of a separate homeland for the Muslims of the Indo-Pakistan sub-continent, and it was this call which initiated the long, arduous, and historic struggle for the achievement of Pakistan. His verses, speeches and letters stand testimony to the fact that it was he who first hit upon the two-nation theory which led logically to the idea of two separate homelands.

It may be observed here that Iqbal had not yet clearly pro-posed a separate and independent State for Muslims. In the beginning' he formulated the

two-nation theory and later proposed sovereign Muslim States in the Muslim majority areas as the only definite goal of the long, persistent and glorious struggle for independence. It was emphatically stated by him between May 1936 and November 1937 in his correspondence with the Quaid-i-Azam.

In his Allahabad Address Iqbal stated:

"The character of a Muslim State can be judged from what the Times of India pointed out sometime ago in a leader on the Indian Banking Enquiry Committee. `In ancient India,' the paper points out : `the State framed laws regulating the rates of interest; but in Muslim times, although Islam clearly forbids the realisation of interest on money loaned, Indian Muslim States imposed no restrictions on such rates', I therefore demand the formation of a consolidated Muslim State in the best interests of India and Islam. For India it means security and peace resulting from an internal balance of power; for Islam an opportunity to rid itself of the stamp that Arabian Imperialism was forced to give it, to mobilise its laws, its education, is culture, and to bring them into closer contact with its own original spirit and with the spirit of modern times." (Sherwani, Ed., op. cit., p 11.).

He delivered three speeches on Budget in the Punjab Legislative Council of those days, namely, 1927-28 to 1930-31. He also delivered a speech on the resolution regarding application of the principle of assessment of income tax to the assessment of land revenue on February 28, 1928 in the Punjab Legislative Assembly. His two historical presidential addresses of Allahabad (December 29, 1930) and Lahore (March 21, 1932) are of significant importance and present outlines of the strategy for his economic thinking.

Disagreeing with the atheistic socialism of Pandit Jawaharlal Nehru as a solution to the economic ills of Muslims, he firmly believed in the Islamic Economic Order as a panacea for their problems.

New International Economic Order Iqbal was conscious of the exploitation which the rich Western nations forced upon the poor and underdeveloped Eastern countries of the world. He seems to have foreseen a new international economic order which is being hotly debated and discussed today in international forums. Iqbal thought that the policy of capturing new colonies and markets was at the root of the sharpening antagonism among Western countries. His sense of justice was outraged by the colonial system which permitted developed nations to subjugate the less developed ones. Condemnation of the exploitative nature of Western civilization frequently appears in his poetry during this period.

His philosophy of economics can be covered in following points:

1. Ilmul-Iqtisad--the first book on Economics authored by Allama Iqbal in Urdu in 1903.
2. Economic Thinking.
3. Pakistan Movement--Economic Genesis.
4. Call for New International Economic Order.
5. Socio-economic Changes.
6. Socio-cultural and Economic Strategy.
7. Rural Development.
8. Industrial Development.
9. Poverty.
10. Land Reforms.
11. Austerity.
12. Manual Work glorified.

All in all, he was the man with very clear economic philosophy and his teachings were prominently embodied in the personality of the founder i.e. Quaid-Azam. There are great lessons for us in his thoughts that can help us in devising the solutions to the problems in currents times.

References:

" Latif Ahmed Sherwani, Ed., Speeches, Writings and Statements of Iqbal (Lahore : Iqbal Academy Pakistan, 1977).

" Sherwani, Ed., op. cit., p 11

" 192728 Budget, 5 March 1927: 1929-30 Budget, 4 March 1929 : 193031 Budget, 7 March 1930. For relevant Budget speeches, see ibid., pp. 44.45, 59-61 and 62-65, respectively.

" Chapter 3: "Iqbal My Father," by Javaid Iqbal, in Hafeez Malik, Ed., Iqbal-Poet-Philosopher of Pakistan (Studies in Oriental Culture, Number Seven-Iqbal, New York: Colombia University Press, 1971)

" Chapter 5: "ideology of Muslim Nationalism" by L.R. Gordon Polonskaya (a prominent Soviet Ideologist), in Hafeez Malik, Ed ☆☆☆☆☆

نظام المدارس پاکستان کے زیر اہتمام

"قومی کانفرنس"

بعنوان: مدارس دینیہ اور عصرِ حاضر کے تقاضے

محترمہ عائشہ مبشر اور محترمہ ہاجرہ اعوان کا دس روزہ تنظیمی وزٹ (سندھ)

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
APR-2021
LAHORE
Regd CPL No.45